ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۹ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ
۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

توبہ و مغفرت

محمد یاسین، بندر روڈ کراچی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَا ذُنُوْبَاهُ وَا ذُنُوْبَاهُ فَقَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَ رَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ فَقَالَهَا ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعَادَ فَقَالَ قُمْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ـ

ترجمہ: ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہا۔ ہائے گناہ، ہائے گناہ۔ آپؐ نے فرمایا (یوں نہ کہہ) بلکہ کہہ۔ اے اللہ! میرے گناہوں سے تیری مغفرت بہت وسیع ہے اور مجھے اپنے عمل کی بہ نسبت تیری رحمت کی زیادہ امید ہے چنانچہ اس نے کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ پھر کہہ۔ اس نے دوبارہ کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا پھر کہہ، اس نے تیسری بار کہا۔ پھر آپؐ نے کہا۔ اب تو چلا جا اللہ نے تجھے بخش دیا۔ (حاکم۔ عن جابر بن عبداللہ)

فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ ـ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰى تَمْلَاَ خَطَايَاكُمْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللّٰهَ لَغَفَرَ لَكُمْ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ لَا تُخْطِئُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُخْطِئُوْنَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ ـ

ترجمہ: اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم سے اس قدر گناہ اور خطائیں سرزد ہو جائیں جس سے زمین اور آسمان بھر جائے اور پھر اللہ سے مغفرت چاہو تو اللہ ضرور مغفرت فرما دے گا اور قسم اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ اگر تم خطا نہ کرو تو اللہ ایسے لوگ پیدا کرے گا جو گناہ اور خطائیں کریں گے۔ پھر اللہ تعالےٰ سے مغفرت چاہیں گے تو اللہ تعالےٰ ان کی مغفرت فرما دیں گے۔ (احمد۔ ابویعلیٰ عن ابی سعید الخدری)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَ لَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُوْنَ فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ

ترجمہ: اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر تم سے گناہ سرزد نہ ہوتے تو اللہ تعالےٰ تمہیں اٹھا لیتا اور ایسی قوم پیدا کرتا جو گناہ کر کے استغفار کرتی اور وہ بخشتا (مسلم عن ابی ہریرہ رض)

مَنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ـ

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالےٰ سے استغفار کرے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا (ترمذی، نسائی عن ابن عمر رض)

مَنْ اَحَبَّ اَنْ تَسُرَّهٗ صَحِيْفَتُهٗ فَلْيُكْثِرْ فِيْهَا مِنَ الْاِسْتِغْفَارِ ـ

ترجمہ: اور جو چاہتا ہو کہ (قیامت کے دن) اس کا نامۂ اعمال اس کو خوش کر دے تو اس کو کثرت سے استغفار کرنی چاہیئے۔

طبرانی فی الاوسط (عن الزبیر بن العوام رض)

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعْمَلُ ذَنْبًا اِلَّا وَقَفَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِاِحْصَاءِ ذُنُوْبِهٖ ثَلٰثَ سَاعَاتٍ فَاِنِ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِهٖ ذٰلِكَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ السَّاعَاتِ لَمْ يُوْقِفْهُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُعَذَّبْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ـ

ترجمہ: جو کوئی مسلمان گناہ کرتا ہے تو وہ فرشتہ جو اس کے گناہ لکھنے پر مقرر ہے (اس کے لکھنے سے تین گھڑی (کچھ دیر) ٹھہر جاتا ہے اگر اس نے اس عرصہ میں اپنے گناہ سے توبہ کر لی (استغفار کر لیا) تو وہ فرشتہ (آخرت میں اس کا گناہ اس کو نہیں جتلائے گا اور نہ قیامت کے روز اس پر اسے عذاب دیا جائیگا۔ حاکم (عن ام عصمہ العوصیہ رض)

اِنَّ اِبْلِيْسَ قَالَ لِرَبِّهٖ عَزَّ وَ جَلَّ وَ عِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ لَا اَبْرَحُ اُغْوِيْ بَنِيْ اٰدَمَ مَا دَامَتِ الْاَرْوَاحُ فِيْهِمْ فَقَالَ لَهٗ رَبُّهٗ فَبِعِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ لَا اَبْرَحُ اَغْفِرُ لَهُمْ مَا اسْتَغْفَرُوْنِيْ ـ

ترجمہ: شیطان نے اپنے پروردگار عزّ و جلّ سے کہا قسم ہے تیری عزت اور جلال کی میں ہمیشہ بنی آدم کو جب تک ان میں جان باقی رہے گی برابر بہکاتا رہوں گا۔ تو پروردگار نے اس سے فرمایا مجھے بھی اپنے عزت و جلال کی قسم ہے میں بھی انہیں برابر بخشتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے۔ (احمد ابویعلیٰ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَ لِجَمِيْعِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مَا مِنْ حَافِظَيْنِ يَرْفَعَانِ اِلَى اللّٰهِ فِيْ يَوْمٍ صَحِيْفَةً فَيَرٰى فِيْ اَوَّلِ الصَّحِيْفَةِ وَ فِيْ اٰخِرِهَا اسْتِغْفَارًا اِلَّا قَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ مَا بَيْنَ طَرَفَيِ الصَّحِيْفَةِ ـ

ترجمہ: کراماً کاتبین جب کسی دن اللہ تعالےٰ کے سامنے (کسی بندے کے) نامۂ اعمال پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالےٰ اس نامۂ اعمال کے اوّل و آخر میں استغفار دیکھتا ہے تو اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندے کے وہ تمام قصور اور گناہ معاف کر دئے جو اس دو طرفہ استغفار کے درمیان لکھے ہوئے ہیں۔ بزار (عن انس رضی اللہ عنہ)

نَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ـ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمًا اَبَدًا اَبَدًا اَبَدًا بِدَوَامِ مُلْكِكَ ـ

خدام الدین خود پڑھیئے اور دوسروں کو بھی پڑھائیے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون : ۶۷۵۴۵

جلد ۱۵ | ۹ جمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء | شمارہ ۱۲

دہلی میں چار مساجد شہید اور قبرستان مسمار

(بھارت کے لرزہ خیز سفاکانہ مظالم)

دہلی میں چار مسجدیں شہید کئے جانے کے خلاف وہاں کے مظلوم اور بے وسیلہ مسلمانوں کا احتجاج انتہائی شدت اختیار کر گیا ہے ــــ روزانہ سینکڑوں مسلمان اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر رہے ہیں اور بھارتی حکومت اب تک ایک ہزار سے زائد مسلمانوں کو گرفتار کر کے قید و بند میں ڈال چکی ہے۔

مسلمانوں نے جامع مسجد دہلی سے نماز جمعہ کے بعد ایک احتجاجی جلوس نکال کر حکومت سے مطالبہ کیا کہ مساجد کو دوبارہ تعمیر کیا جائے اور گرفتار شدہ مسلمانوں کو فوراً رہا کیا جائے۔

بھارتی حکمرانوں نے اہل اسلام کے نازک جذبات مجروح کرنے کے لئے جو چار مساجد شہید کی ہیں ان میں ایک عیدگاہ روڈ پر تھی اور باقی تین نظام الدینؒ کے علاقہ میں واقع تھیں۔

ایک دوسری خبر ہے کہ دہلی کے مشہور و معروف قبرستان (جس میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور آپ کی اولاد کے اولوالعزم محدثین مدفون ہیں) کے ایک حصہ کی قبریں مسمار کر کے اسے ایک کالج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔

بھارت کے مظلوم اور بے یارو مددگار مسلمانوں پر وہاں کے اربابِ اقتدار کے سفاکانہ مظالم اور ان کے بہیمانہ سلوک کی روداد اخبارات میں پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جب وہاں اہل اسلام پر مصائب و آلام کے پہاڑ نہ ٹوٹے ہوں ــــ ان کی زندگیاں اجیرن بن گئی ہیں، ان کی عبادت گاہوں اور قبرستانوں کو مسمار کیا جا رہا ہے۔ کیا اسی کا نام "سیکولرازم" اور جمہوریت ہے کہ وہاں کی اقلیتوں کے لئے باعزت نہ سہی ویسے ہی زندگی گذارنا مشکل ہو جائے۔ آخر بھارت کے ہمسایہ ملک پاکستان میں بھی تو ہندو اور دیگر غیر مسلم اقلیتیں موجود ہیں وہ نہ صرف آزادانہ ماحول میں زندہ و سلامت ہیں بلکہ پوری عزت و وقار کے ساتھ زندگی بسر کر رہی ہیں، ان کی عبادت گاہیں شایانِ شان طریق سے محفوظ ہیں۔

بھارت کو حق ہمسائیگی کے پہلو سے نہ سہی انسانی شرافت و اخلاق کی بنیاد پر ہی وہاں کے مظلوم مسلمانوں پر رحم کرنا چاہئے تاکہ پاک بھارت تعلقات خوشگوار رہیں اور دونوں ملک امن و سلامتی کی فضا میں اپنی رفتارِ ترقی کو جاری رکھ سکیں؛ لیکن اگر بھارتی مسلمانوں پر عرصۂ حیات روز بروز اسی طرح تنگ کیا جاتا رہے گا تو اس برصغیر میں کبھی امن و سکون کی پینگیں دراز نہیں ہو سکتیں۔

حکومتِ بھارت کو بڑی طاقتوں کے مکروہ عزائم اور ایشیائی ممالک میں بروئے کار لانے والے خوفناک منصوبوں کا چشمِ ہوش کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہئے ــ!

احمقانہ جنگی اخراجات

امریکی اخبارات نے یہ خبر نمایاں طور سے شائع کی ہے کہ امریکہ نے ۱۸ جون کو جنوبی ویت نام کے ایک جنگل پر بمباری کرنے کے لئے دس کروڑ روپے سے زیادہ رقم خرچ کی۔ لیکن اس حملہ سے صرف ایک ویت کانگ چھاپہ مار ہلاک ہوا۔ اور اس کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ اس حملہ میں ہلاک ہوا بھی ہے یا اس کی لاش پہلے سے وہاں پڑی تھی۔

کہا جاتا ہے کہ امریکی فوجی ماہروں نے اپنی سراغرسانی کے تمام ذرائع استعمال کر کے نتیجہ اخذ کیا۔ کہ باغیوں کے کم از کم دو بٹالین سائیگان کے قریب ایک جنگل میں چھپے ہوئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حملے کی تیاریاں سائیگاؤں سے ساڑھے چار ہزار میل دور شروع کیں، تاکہ دشمن کو اس سلسلہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکے۔ اس حملہ میں امریکی فضائیہ کے سب سے بڑے جیٹ طیارے "بی۔۵۲" استعمال کئے گئے جن میں عام طور پر ایٹم بم لادے جاتے ہیں۔ حملہ کے لئے تیس طیارے بھیجے گئے جن میں سے ہر ایک میں تقریباً ایک ہزار ٹن بم تھے، راستے میں دو طیارے ایک دوسرے سے ٹکرا گئے جس سے دونوں طیارے تباہ ہو گئے اور دو امریکی ہلاک ہوئے تیسرے طیارے کو نقصان پہنچا جسے مجبوراً اترنا پڑا۔ باقی ۲۷ طیاروں نے منزلِ مقصود پر پہنچ کر ۲۵ ہزار ٹن بم برسائے اور خوشی خوشی واپس آگئے ــــ بعد ازاں جب امریکی اور ویتنامی فوجی دستے جائے وقوعہ پر پہنچے تو وہاں دور دور تک کسی لاش کا نام و نشان نہ تھا۔ اسے کہتے ہیں خسر الدنیا والاخرۃ۔

عراق میں علماء پر تشدد؟

ایران، عراق کے تنازعہ شط العرب پر دونوں ملکوں کی کشیدگی بڑھنے کے بعد یکایک یہ پروپیگنڈا شروع ہو گیا ہے کہ حکومت عراق علماء کرام پر تشدد کر رہی ہے اور بعض علماء کو اسرائیل کا جاسوس اور سی، آئی، اے کا ایجنٹ قرار دیا جا رہا ہے۔

اس الزام میں جو علماء گرفتار کئے گئے ہیں وہ شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی گرفتاری کے خلاف پاکستان کے امیر جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب نے احتجاج کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ علماء چونکہ سوشلزم کے خلاف تھے اس لئے انہیں مختلف قسم کی الجھنوں اور تکلیفوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے ناظم مولانا غلام غوث ہزاروی نے اپنے بیان میں وکلاء اور دیگر تعلیمیافتہ حضرات سے اپیل کی ہے کہ پاکستان چونکہ ایران اور عراق دونوں سے برادرانہ تعلقات رکھتا ہے اس لئے کسی بھی اسلامی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت نہ کرنی چاہئے اور نہ ہی سامراجی طاقتوں کے آلۂ کار بن کر ان کے مفادات کا تحفظ کرنا چاہئے۔ اگر بعض حضرات عراق کے اندرونی معاملات میں دلچسپی لینا چاہتے ہیں تو انہیں حقائق معلوم کرنے کے لئے ایک وفد بھیجنا چاہئے۔

عقل و دانش کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اگر اہلِ اسلام کے مابین کسی کسی طرح نزاع چل جائے تو ان کے درمیان صلح و اتفاق کرانے کی سعی کرنی چاہئے۔ اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذاتی اغراض اور اپنی سیاسی مصلحتوں کی خاطر ایک فریق کا ساتھ دینا اور دوسرے کے خلاف خواہ مخواہ اتہام تراشی کرنا بدترین قومی اور ملی غداری کے مترادف ہے۔

ان دنوں عالم اسلام پر نکبت و ادبار اور مصائب و آلام کے جو گھناؤنے بادل چھائے ہوئے ہیں وہ کسی چشمِ بینا سے پوشیدہ نہیں —

التجا

علامہ انور صابری

جگر خراش بہت اپنی داستاں ہے حضورؐ
بیانِ درد بھی ناقابلِ بیاں ہے حضورؐ

قدم قدم پہ اٹھاؤں ستم زمانے کے
یہ تاب اور یہ طاقت بھلا کہاں ہے حضورؐ

ہمارے دل کے عزائم نحیف ہو بھی چکے
حوادثات کا عالم مگر جواں ہے حضورؐ

نہ اب وہ گرمیٔ تکبیر رہ گئی باقی!
نہ اب وہ لذتِ سازِ لبِ اذاں ہے حضورؐ

امیرِ خلق تھی کل تک جو قوم دنیا میں
وہ آج گم شدۂ راہ کارواں ہے حضورؐ

کلی کلی ہے فسردہ ریاضِ ملت کی
اداس اداس ہر اک شاخِ گلستاں ہے حضورؐ

نشاطِ قلب زمانہ تھا جس کا نغمۂ روح
وہ خود ہی بستۂ ہنگامۂ خزاں ہے حضورؐ

درِ حضور تھا جس کا مرادِ کعبۂ شوق!
وہ آج سجدہ گزارِ ہر آستاں ہے حضورؐ

نفس نفس پہ نئی آفتیں ہیں جی کا وبال
نظر نظر نیا ہنگامۂ زماں ہے حضورؐ

اس اضطرابِ گراں کو سکون مل جائے
مزاجِ حلقۂ خیر القرون مل جائے

★

یہود و نصاریٰ انتہائی خطرناک چالوں اور گہری سازشوں کے ذریعہ اہلِ اسلام کی قوت و طاقت کو مفلوج کر کے انہیں ذلیل و خوار کرنا اور اپنا زیرِ نگیں بنا لینا چاہتے ہیں۔ ایسے نازک حالات میں اہلِ اسلام کا معمولی تنازعات پر دست و گریباں ہونا اور

پھر اس نزاع میں صلح و اتحاد کا پارٹ ادا کرنے کی بجائے ان کے تنازعہ کو تیز تر کرنے کے لئے جلتی پر تیل چھڑکنا خطرناک قسم کی غداری اور ایسا گناہِ عظیم ہے جسے نہ ملتِ اسلامیہ کبھی معاف کر سکتی ہے اور نہ ہی خداوندِ قدوس!

مجلس ذکر

قسط نمبر (۲)

۹ رجمادی الاول ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۵ر جولائی ۱۹۶۹ء

ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے

از حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم — مرتبہ محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

انجیل میں موجود ہے کہ ایک کنعانی عورت نے حضرت عیسیٰ سے برکت چاہی تو حضرت عیسیٰؑ سے برکت چاہی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس روٹی کا ٹکڑا نہیں، کھجوروں کے جھنڈ والے شہر سے آئے گا۔ اور وہ برکت کا ٹکڑا لائے گا۔ اسی انجیل میں موجود ہے کہ آپؑ (عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہ حواریوں کو کپڑے دھوتے ہوئے دیکھا، قصبۂ ناصرہ میں، جہاں آپؑ کی پیدائش ہوئی، یروشلم کے پاس، تو اُن سے پوچھا کیا کر رہے ہو؟ کہنے لگے کپڑے دھو کے پیٹ پالتے ہیں اپنے بیوی بچوں کا، تو حضرت مسیحؑ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کے دل دھونے اور مانجنے سکھادوں وہ آپ کے ساتھ ہو لئے جب آپ کی تربیت ہوگئی تو آپ نے فرمایا (انجیل میں موجود ہے اب تک، یعنی گئی گزری انجیل میں بھی) کہ کنعانیوں، رومیوں، یونانیوں اور ایرانیوں کے پاس نہ جانا، صرف بنی اسرائیل کی گم کردہ راہ بھیڑوں کو راہ ہدایت سکھانا، سمجھانا، کیونکہ میں صرف بنی اسرائیل کے لئے پیغمبر ہوں، اقوام عالم کی ہدایت کے لئے میرے بعد آرہا ہے۔

عیسائیوں نے تبلیغ کا کام سنبھال لیا

یعنی اس سے اندازہ لگایئے' قومی نبی ہے، بنی اسرائیل کا پیغمبر ہے، بنی اسرائیل کا پیغمبر اور آخری پیغمبر، لیکن اسلام دینِ ہدایت، دینِ فطرت، دینِ تبلیغ، دینِ علم ہے بدقسمتی ہے کہ مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی اور جو قومی پیمانے پر دین آیا تھا۔ ایک قوم کی ہدایت کے لئے، اُن لوگوں نے بین الاقوامی اپنے طور پر دین کے لئے، تبلیغ کے لئے جو منصوبہ بندیاں کی ہیں، ایسا خیال مسلمانوں کے دماغ میں بھی کبھی نہیں آیا۔ تمام دنیا کے ممالک کے اندر اُن کی یونیورسٹیاں ہیں۔ ہسپتال ہیں، اُن کے گرجوں کے ساتھ سکول ہیں کینڈر گارٹن سے لے کرکے یونیورسٹی کے درجے تک، لبنان میں، شام میں، مصر میں، پاکستان میں ساری دنیا میں ہیں۔ جہاں تک ان کا بس چلتا ہے، پھر ہمیں داد دینی چاہیئے جواہر لال کی کہ اُس نے ان بدبختوں سے سب سے پہلے قوم کو نجات دلائی ایک بھی نہیں رہنے دیا۔ اُن کا کوئی گرجا، کوئی پادری، کوئی اُن کا بیرونی مبلغ، جو آتے ہیں۔ تبلیغ جو آتے ہیں تبلیغ کرنے کے لئے مشنری وغیرہ سب ختم کر دیئے۔ وہاں اینگلو انڈین ملک کے باشندے ہونے کی حیثیت سے تو رہ سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو قوم کے باشندے ہیں، لیکن بیرونیوں کے لئے کوئی گنجائش نہ چھوڑی، اور ہمارے ہاں برطانیہ سے، فرانس سے، اٹلی سے، جرمنی سے اور خدا معلوم کہاں کہاں کے مشنری موجود ہیں۔ اور آتے بھی رہتے ہیں۔

مسلمانوں کو پاکستان میں عیسائیوں نے اذان سے روکا

گزشتہ دو ایک برس کی بات ہے ایبٹ آباد میں ایک مسجد کا افتتاح اور مسجد بنانے کے لئے احباب نے انتظام کیا اور مجھے بتایا کہنے لگے کہ جی یہ سامنے ایک گرجا ہے، اس کے ساتھ ایک ہسپتال ہے، ساتھ ساتھ ان کی پرائیویٹ پڑھائی کا انتظام ہے، وہاں جو بچارے کام کر رہے تھے۔ کوئی مزدور، سڑک کے اوپر، اُنہوں نے اذان دی تو وہاں سے آکر کے عیسائی مشنریوں نے منع کیا کہ اس علاقے میں اذان دینے کی اجازت نہیں ——— یہ ایبٹ آباد کے مضافات کا واقعہ ہے، کوئی سات آٹھ میل باہر کا، ہم یہ سن کر حیران ہوگئے کہ اسلام اور پاکستان کے نام پر حاصل کئے ہوئے ملک کے اندر یہ باہر سے آئے ہوئے مشنری اپنے سکول کالج تو انہوں نے قائم کئے اور حکومت نے بڑی مدد کی، بڑی کھلی اور فراخ زمینیں مفت دے دیں، برائے نام قیمت پر اُن کو دے دیں، اور مسلمانوں کو اذان تک سے روکتے ہیں اور اپنی حکومت سے جاکر مسلمانوں نے شکایت کی تو انہوں نے کوئی نوٹس نہ لیا۔ اس سے دلچسپی اُنہیں ہے ہی نہیں

عیسائیوں کا غلط عقیدہ

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ (س آل عمران آیت نمبر ۱۱۰)

ساری دنیا میں ہدایت کا پیغام لے جانے کے لئے، پھیلانے کے لئے اس اُمت مسلمہ کو ذمے دار قرار دیا گیا، نیکی پھیلاؤ، بدی مٹاؤ، اور حضورؐ نے فرمایا بُرائی دیکھو ہاتھ سے ہٹاؤ، نہیں کر سکتے تو اعلان کرو۔ یا کم از کم بُرائی کو بُرا تو جانو، اور اس کو ایمان کے آخری درجے میں قرار دیا۔ وہ تو خواب خرگوش میں مست پڑے ہیں اور چند لوگوں کی ذمے داری ہے۔ ہی نہیں ساری دنیا کے اندر خود ساختہ مذہب پہنچانے کی ذمہ داری اُٹھا رکھی ہے۔ مسیح کو اُلوہیت میں شامل کیا۔ تین خدا ہیں، اَلتَّثْلِیْثُ فِی التَّوْحِیْدِ، اَلتَّوْحِیْدُ فِی التَّثْلِیْثِ۔ یعنی تین ہیں ایک اور ایک میں تین۔ یہ ایسا احمقانہ نظریہ ہے کہ اگر ایک چیز تین ہے تو وہ ایک نہیں ہوسکتی اور اگر ایک ہے تو ایک وقت میں تین نہیں ہوسکتی۔ یہ منافات ہیں کھلی یعنی اگر آپ کے پاس ایک روپیہ ہے تو وہ ایک ہی ہے، وہ دو اور تین نہیں ہوسکتے۔ اگر دو ہیں تو وہ

ایک اور تین نہیں ہو سکتا۔ ان بدبختوں نے دنیا کو ایسا اُلّو بنا رکھا ہے کہ حضرت مسیح اکیلے بھی خدا ہیں اور تین یعنی باپ بیٹا روح القدس مل کے بھی ایک ہی خدا ہیں۔ کلیہ یہ پیش کرتے ہیں اَلتَّوْحِیْدُ فِی التَّثْلِیْثِ اَلتَّثْلِیْثُ فِی التَّوْحِیْدِ۔ کس قدر احمقانہ اور جاہلانہ بات ہے کہ دنیا کی عقل تسلیم ہی نہیں کر سکتی، باور ہی نہیں کر سکتی، کوئی عقل کا اندھا ہی ہو گا جو اس نظریئے کو تسلیم کرے۔

اُلٹی کھوپری

میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ جو اصل ذمے داری ہے اُس کو تو ہماری قوم نبھانے کے لئے قطعاً تیار نہیں ہے اور اصل فرائض اور اُن کی جو حدود و قیود ہیں اُن کو تو بالکل بے پرواہ ہو کر پھاندنے کو تیار ہیں ؎

جو تھا نا خوب بتدریج وہی خوب ہوا
کہ غلامی میں بدل جاتا ہے قوموں کا ضمیر

ایک سرے سے لے کر کے دوسرے سرے تک خدا معلوم مسلمانوں کی کھوپری اُلٹی ہو گئی ہے۔ آپ خود ہی بتائیے کہ یہ گیارہویں بہتر ہے جو ہم ذکر اللہ شروع کرنے سے پہلے گیارہ دفعہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر سید الطائفہ حضرت شیخ الشیوخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمتہ اللہ علیہ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں یا مروجہ گیارہویں! حالانکہ تین دفعہ قل ہو اللہ شریف پڑھیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ پورے قرآن کا ثواب مل جاتا ہے، اور ایک یہ ہے کہ دھوکہ فریب دے کر کے، نماز یہ کبھی نہیں پڑھتے، کبھی ان گیارہویں والوں نے ان دیہاتیوں یا گوجروں کو یہ نہیں کہا کہ نماز بھی پڑھ لیا کرو، یہ خدا اور رسول کا حکم ہے، یا نماز نہ پڑھو گے تو تم پر یہ وعید آتی ہے، حالانکہ صاف وعید ہے مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ ایک نماز جان بوجھ کر چھوڑ دے تو کفر کے نزدیک ہو جاتا ہے اُس کی تو کسی کو پرواہ نہیں ہے، روزے کی طرف کوئی تبلیغ نہیں لیکن یہ کہ اُس دن دودھ نہ نکالا تو یہ ہو جائے گا، وہ ہو جائے گا۔ سو خدا کا خوف اُن کے دلوں میں ہے نہیں، خوف ڈالا تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ڈالا، اب بتایئے ان کو کیا کہا جائے۔ میں تو کہتا ہوں اللہ ہی انہیں ہدایت دے، اللہ ہی معاف کرے تو بچ جائیں ورنہ ان کے بچنے کی قطعاً کوئی صورت نہیں ہے، وہاں تو یہ بالکل پکڑے جائیں گے۔ لوگوں کے ایسے عقیدے بتانے والے اور اُن کو گمراہ کرنے والے چاہے وہ "نان حلوہ" "پکی روٹی" پڑھنے پڑھانے والے، یا کھانے کھلانے والے مولوی ہوں یا پیر کوئی بھی ہو اُس دن نہ بچ سکے گا۔

پنجابی اسلام

حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ہماری داڑھیاں سفید ہو گئیں ساری زندگی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حالات اور واقعات پڑھتے پڑھاتے گزری، اولیائے عظام سے محبت رکھتے ہیں اور اُن کے طور طریقے کو اپنایا ہے، ساری زندگی اسی میں صرف کی لیکن آج تک ہمیں یہ نہیں پتہ کہ اس پنجابی دین کی بنیادیں کیا ہیں؟ پنجابی دین کی حدود کیا ہیں، پنجابی دین کے بنیادی عقائد کیا ہیں، ارکانِ اسلام پنجابی دین کے کیا ہیں حضرتؒ فرمایا کرتے تھے نہ نماز نہ روزہ، نہ حج نہ زکوٰۃ ؎

نہ صورت نہ سیرت نہ خالش نہ خط
بمحبوبش نام نہادند غلط

وہ پورا کافرانہ شکل ہے، عمل سے، صورت سے، کردار سے، عقیدے سے، لیکن وہ گیارہویں دیتا ہو، عرسوں، جلوسوں میں شریک ہوتا ہو تو وہ ان کے نزدیک پکا مسلمان ہے، جو یہ نہ کرے، باقی سارے اسلام پر عمل کرے وہ پنجابی اسلام سے خارج۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے اسی لئے میں دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ پنجابی اسلام، بنگلہ، پختو، ایرانی، تورانی، اسلام سے نجات دے، ہمیں محمدی اسلام نصیب فرما، اور قرنِ اول والا اسلام نصیب فرما، صحابہ اور تابعین والا اسلام نصیب فرما، مجدّدین، مجتہدین، صلحاء والا اسلام نصیب فرما، اس پنجابی، کھوٹے اسلام سے، بنگلہ اسلام سے نجات نصیب فرما، کیونکہ بنگال میں اور رسومات ہیں، ایران میں اور رسومات ہیں، جہاں جایئے نئی سے نئی بدعات، اور كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ یہ نبی کا فرمان ہے میرا آپ کا نہیں، ہر بدعت، نو پید، خود ایجاد کردہ، مُحْدَث چیز جو ہے، وہ ضلالت اور گمراہی ہے اور ہر گمراہی کے لئے ٹھکانہ جہنم ہے نہ کہ جنت۔

جنت کُتّوں کے لئے نہیں بنائی گئی

حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ ان سے بات کرو تو کہتے ہیں "اسی تے دُنیا دے کُتّے ہوئے، ساڈے کولوں تے نماز نہیں پڑھی جاندی، ساڈے کولوں تے روزہ نہیں رکھیا جاندا، اسی تے واجے وَجا کے انگلیاں وی دھی لیائے ساں، واجے وَجا کے گُڈیاں ڈِینیاں نیں" یہ ہے، وہ ہے، یعنی جو نہیں کرنا وہ ضرور کرنا ہے۔ جو کرنا ہے وہ ان سے ہو نہیں سکتا اور پھر جواب میں کہتے ہیں کہ ہم دنیا کے کُتّے ہیں۔ حضرت رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے جنت مسلمانوں کے لئے، مومنوں کے لئے، ایمانداروں کے لئے بنائی ہے۔ دنیا کے کتوں کے لئے نہیں۔ کیا تم جہنم ہی اپنے لئے خریدنا چاہتے ہو؟ اسلامی حکومت ہوتی تو صورت حال کبھی نہ بگڑتی۔ وہاں تو بے نماز کے لئے جناب ساری زندگی سزا ہے۔ جب تک کہ وہ پابند صوم و صلوٰۃ نہ ہو جائے۔ انگریز کو کیا پڑی تھی کہ وہ دین پر چلاتا، اُسے تو دین سے ہٹانا تھا اس لئے حضرتؒ ایسا سخت جملہ استعمال فرمایا کرتے تھے ہمیں تو کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے اُنہی کی زبان مبارک سے زیب دیتا تھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میری قوم میں ایک بھی ایسا نہیں جو انگریز کی خباثتوں کو سمجھ سکتا ہو، چہ جائیکہ اُس کا توڑ کر سکتا ہو اور جواب دے سکتا ہو، کہتے تھے انگریز تھا تو بے ایمان لیکن تھا بڑا عقلمند۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ انگریز میری قوم کا نطفہ پلید کر گیا۔ اور بالکل واقعہ ہے یہ۔ غور کریں تو آپ خود تسلیم کریں گے۔

(باقی آئندہ)

ایک اہم مکتوب گرامی

پُرسکون زندگی کیسے حاصل ہو سکتی ہے

علامہ قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند

محترم المقام زید مجدکم السامی۔
ہدیہ مسنونہ کے بعد عرض ہے کہ آپ کا گرامی نامہ دفتر دارالعلوم دیوبند میں موصول ہوا، میں اس دوران میں سفر میں تھا۔ سفر طویل ہوگیا اور آپ کا والا نامہ دیوبند ہوتا ہوا مجھے بمبئی میں ملا، وہاں بھی مصروفیات کے سبب جواب لکھنے کا موقعہ نہ ملا، اور کلکتہ روانگی ہوگئی۔ اس لئے آج کلکتہ سے جواب عرض کررہا ہوں اور اس تاخیر جواب کی معافی چاہتا ہوں۔

آپ نے والانامہ میں سوال فرمایا ہے کہ:۔
”اس پریشان اور ابتر دنیا میں انسان کس طرح ایک خوش و خرم اور پرسکون زندگی بسر کرسکتا ہے؟“

جواباً عرض ہے کہ سوال اہم اور عموماً آج کی دُکھی دلوں کی ایک عوامی پکار ہے، اس لئے حقیقتاً توجہ طلب ہے لیکن یہ سوال جس قدر اہم اور پیچیدہ دکھائی دیتا ہے۔ اسی قدر اپنے جواب کے لحاظ سے واضح اور صاف بھی ہے جواب سامنے لانے کے لئے پہلے پریشانی اور ابتری کے معنی متعین کرلینے چاہئیں. تو اس سے بچنے کی صورت اور زندگی کے سکون کی راہ خود ہی متعین ہوجائے گی لوگوں نے عموماً مصیبت و پریشانی، دُکھ، درد، بیماری، افلاس، تنگ دستی، جیل، قید و بند مار دھاڑ، قتل و غارت، قحط و وبا، بلا وغیرہ کو سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ ان میں سے ایک چیز بھی مصیبت نہیں، یہ صرف واقعات اور حوادث ہیں، پریشانی اور مصیبت درحقیقت ان سے دل کا اثر لینا، تشویش میں پڑنا، دل تنگ ہونا اور کرب و غم میں ڈوب جانا ہے۔

پس یہ چیزیں زیادہ سے زیادہ اسباب مصیبت کہلائی جاسکتی ہیں۔ مصیبت نہیں کہی جاسکتیں۔ مصیبت قلب کی کیفیت، احساس اور تاثر کا نام ہوگا، جیل کی قید و بند کا نام مصیبت نہیں بلکہ اس سے دل میں پراگندی اور گھٹن کا اثر آنا مصیبت ہے، افلاس و تہیدستی خود کوئی پریشانی نہیں بلکہ دل کا اس سے گھبرانا اور مضطرب ہونا پریشانی ہے، تپ و لرزہ یا ہیضہ و طاعون اور قحط و وباء مصیبت نہیں بلکہ دل میں اس سے کرب و بے چینی کا اثر لینا مصیبت ہے۔ پس مصیبت خود ہمارے دل کی کیفیت ہے، دنیا کے واقعات نہیں۔ اس لئے مصیبتوں کے خاتمہ کی یہ تدبیر کبھی معقول اور کارگر نہیں ہوسکتی کہ دنیا سے حوادث کو مٹانے کی کوشش کی جائے، جب کہ حوادث زمانہ نہ خود مصیبت ہیں اور نہ ہی ہمارے قبضہ میں ہیں۔ بلکہ صرف یہی ہوسکتا ہے کہ ان حوادث کے پیش آنے پر قلبی تشویش و پراگندگی کا راستہ روک دیا جائے اور ان سے بجائے خلاف طبع ضیق و تشویش کا اثر لینے کے انہیں طبیعت کے موافق بنا لیا جائے جس سے دل ان سے گھٹنے کے بجائے لذت لینے لگے تو ان میں سے نہ صرف مصیبت ہونے کی شان ہی نکل جائے گی بلکہ یہ امور قلبی راحتوں کا ذریعہ بن جائیں گے، اور زندگی میں سے پریشانیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

آج کی دنیا زندگی کو پُرسکون بنانے کے لئے ان حوادث زمانہ کو ختم کردینے کی فکر میں لگی ہوئی ہے۔ لیکن یہ چونکہ ایک ناممکن کو ممکن بنانے کی کوشش ہے جو کبھی شرمندہ وقوع نہیں ہوسکتی۔ اس لئے جتنا جتنا یہ اوندھی تدبیر بڑھتی جائیگی اتنا ہی دنیا کی زندگی میں ابتری اور بےچینی کا اضافہ ہوتا رہے گا اور کبھی بھی پریشانیوں اور بے چینیوں کا خاتمہ نہ ہوگا، جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔ پس عالم کو بدل ڈالنے کی کوشش کا نام چین نہیں بلکہ خود اپنے کو بدل دینے کا نام سکھ اور چین ہے اس کی سہل صورت ایک ہی ہے۔

اور وہ یہ کہ نظر کو ان حوادث سے ہٹا کر اس سرچشمہ کی طرف پھیر دیا جائے جہاں سے بن بن کر یہ اسباب مصائب و آفات عالم پر اتر رہے ہیں، اور وہ اللہ رب العزت کی ذات بابرکات ہے جس نے اس عالم کو لامحدود حکمتوں سے عالم اضداد بنایا ہے اور اس میں راحت کلفت، نعمت و مصیبت، خط و کرب اور چین و بے چینی دونوں کو سمو کر اس عالم کی تعمیر کی ہے، اگر اس سے رشتہ محبت و عبودیت اور رابطۂ رضاء و تسلیم کرلیا جائے۔ جس کا نام ایمان ہے اور ریاضت و مشق سے اسے اپنے حال اور جوہر نفس بنا لیا جائے کہ اس کے ہر تصرف اور ہر تقدیر پر اطمینان و اعتماد کلی میسر آجائے تو یہ محبت ہی ہر تلخ کو شیریں اور ناگوار کو خوشگوار بنا دے گی۔ جس سے قلب ان حوادث سے تشویش کا اثر نہیں لے سکے گا۔ جو مصیبت کی روح ہے کہ

”از محبت تلخہا شیریں بود“

کیونکہ عاشق کے لئے محبوب کی طرف سے آئی ہوئی ہر چیز محبوب اور لذیذ ہوتی ہے، وہ محبوب کی بھیجی ہوئی تکلیف کو بھی اپنے حق میں یہ سمجھ کر راحت جانتا ہے کہ محبوب نے مجھے یاد تو کیا، اور مصیبت، مصیبت نہ رہے گی۔

خلاصہ یہ نکلا کہ مصیبت نام ہے خلاف طبع کو موافق طبع بنانے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ عالم کی طبیعت کو بدلنے کے بجائے رجو بس کی بات نہیں اپنی طبیعت کو بدل دیا جائے اور اس کا رخ مصیبت سے پھیر کر مصیبت بھیجنے والے کی طرف کر دیا جائے کہ نظر مصیبت پر نہ رہے بلکہ خالق مصیبت کی توجہ و عنایت، اور بے پایاں حکمت و تربیت پر ہو جائے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ یقین بجز خدا کی ذات کو مانے ہوئے اور اس کے ہر ہر تصرف پر کل اعتماد و اطمینان کئے بغیر میسر نہیں آسکتا اس لئے مصائب کا خاتمہ خدا کے نام سے بھاگنے میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کی طرف لوٹنے میں ہے یعنی آگے بڑھنے میں نہیں ہے۔ بلکہ پیچھے ہٹنے میں ہے۔

اندریں صورت انسان جتنا بھی استیصال حوادث کی مہم میں لگا رہے گا مصائب سے کبھی نجات نہ پاسکے گا۔ جس کا زاویہ کہ وہ دفعیہ حوادث و آفات کی تدبیر کسی نہ کسی سبب ہی کے ذریعہ کرے گا اور یہ سبب بھی جب کہ خود ایک حادثہ ہوگا جس میں منفعت کے ساتھ مضرت کا بھی کوئی نہ کوئی پہلو ضرور ہوگا تو یہ دفع مصیبت بھی مصیبت سے خالی نہ ہوگا، اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ استیصال مصائب کے بجائے کچھ نہ کچھ اضافہ مصائب ہی ہو جائے گا اور ایک مصیبت اگر کسی حد تک ٹل بھی جائے گی

تو دوسری مصیبت اسی آن اس کی جگہ لے لے گی ؎

گر گریزی بر امید راحتے
ہم ہما نجا پیشت آید آفتے

لیکن اگر ان حوادث سے بالا تر ہو کر خالق حوادث سے قلب کا تعلق قائم کر لیا جائے ۔ تو اُدھر سے علمی طور پر تو ان آفات و مصائب کی حکمتیں دل پر کھلیں گی ۔ جس سے یہ مصائب معقول اور برمحل محسوس ہونے لگیں گی ۔ اور ان سے اکتانے کی کوئی وجہ معقول نہ ہوگی کہ قلب عقلاً غمگین ہو ، اور پھر عشق الٰہی کی سرشاری میں جب کہ ان حوادث کا ورود منشاء محبوب محسوس ہوگا تو اسے توجہ محبوب سمجھ کر یہ عاشق قلب عملاً ان آفات سے لذت و سرشاری کا اثر بھی لینے لگے گا اور آخرکار اس روحانی لذت و سرشاری میں محو ہو کر اُسے فرصت ہی نہ ملے گی کہ ایک لمحہ کے لئے بھی ان آفات و مصائب کی طرف دھیان بھی کر سکے اس لئے اس کے حق میں نعمت تو نعمت ہوئی مصیبت اس سے بھی بڑھ کر نعمت و لذت بن جائے گی اور زندگی سے مصائب اور پریشانیوں کا خاتمہ ہو جائیگا پس راحت میں نہیں بلکہ مسبب الاسباب سے سچے تعلق میں پنہاں ہے ؎

ہیچ کنجے بے دود بے دام نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

خلاصہ یہ ہے کہ راستے دو ہی ہیں ایک مصائب سے دل تنگ ہو کر اسباب کے راستے سے ان کا مقابلہ اور استیصال کی فکر و سعی ، اور دوسرا مسبب الاسباب سے عشق کے ذریعہ مصائب کو توجہ محبوب سمجھ کر ان پر دل سے راضی ہو جانا اور شیوہ تسلیم و رضا اختیار کرنا ۔ پہلا راستہ بندگان عقل (فلاسفہ) نے اختیار کیا تو ایک لمحہ کے لئے بھی مصائب سے نجات نہ پا سکے نہ خود مطمئن ہوئے نہ کسی کو اطمینان دلا سکے ، بلکہ خود مبتلا ہو کر پوری دنیا کو مبتلائے مصائب و آفات کر دیا جس سے دنیا سے سُکھ اور چین رخصت ہو گیا ، اسباب راحت بڑھ گئے اور راحت رخصت ہو گئی

دوسرا راستہ بندگان خدا (انبیاء اولیاء) نے اختیار کیا کہ حوادث عالم سے تنگ دل ہونے کے بجائے انہیں توجہ حق اور منشا الٰہی سمجھ کر ذریعہ راحت قلب بنایا تو تشویش و پریشانی ان کے قلب کے آس پاس بھی نہ پھٹک سکی خود بھی مطمئن اور منشرح ہوئے اور عالم میں بھی سکون و اطمینان کی لہریں دوڑا دیں ، اس لئے ان کی اور ان کے متبعین کی زندگیوں سے ہمیشہ کے لئے مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا اور خوشی و خرمی ان کی زندگیوں کا عنوان بن گئی ۔

الا انّ اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم ولا ھم یحزنون ط
الذین اٰمنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذٰلک الفوز العظیم (القرآن الحکیم)

"بلاشبہ اولیاء الٰہی پر نہ خوف ہے نہ غم جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے ، ان کے دنیا (کی زندگی) میں بھی اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں (خوشی و خرمی کا یہی اٹل قانون ہمیشہ رہا ہے اور رہے گا ، یہی ہے بڑی کامیابی ۔"

موسیٰ علیہ السلام سے افلاطون حکیم نے سوال کیا تھا ۔ کہ اگر آسمان کو کمان فرض کیا جائے اور مصائب و آفات کو اس کمان سے چلنے والے تیر شمار کیا جائے اور خدا کو تیر انداز مانا جائے ۔ اور ان مصائب سے بچاؤ کی کیا صورت ہے ۔

عقل کا جواب تو مایوسی ہو تا کہ بچاؤ کی کوئی صورت نہیں کیونکہ آدمی نہ آسمان کے دائرہ سے باہر جا سکتا ہے ۔ نہ خدا کے احاطہ سے باہر نکل سکتا ہے ۔ اس لئے لامحالہ اسے مصائب کے تیر کھانے ہی پڑیں گے ، بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ، لیکن انبیاء فلاسفر نہیں ہوتے ۔ کہ محسوسات سے گھری ہوئی محدود عقل کا سہارا پکڑ کر اپنے علم و عمل کے راستے محدود کر لیں ان کا تعلق خالق عقل سے ہوتا ہے ۔ جو اپنے کمالات و تصرفات میں لامحدود ہے اور تعلق بھی محبت و عشق کا ہوتا ہے ۔ جو شش جہت سے بھی اوپر کی بات لاتا ہے ؎

عقل گوید شش جہت است حد بیش نیست
عشق گوید ہست راہے ، بارہا من رفتہ ام

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مصائب کے ان تیروں سے بچاؤ کی بہت آسان صورت ہے ، اور یہ کہ آدمی تیر انداز کے پہلو میں آ کھڑا ہو ۔ تو نہ تیر لگے گا نہ اثر کرے گا ۔ اور پہلوئے خداوندی ذکر اللہ اور یاد حق ہے ۔ جس میں محو ہو کر آدمی اپنے کو کلیتہً خدا کے سپرد کر دیتا ہے ، اور یہ محبت و تفویض ہی عاشق کا وہ کام ہے جس سے ہر تلخ اس لئے شیریں بن جاتا ہے ، اور اس کی صدا یہ ہو جاتی ہے کہ ؎

ناخوش تو خوش بود بر جان من
دل فدائے یار و دل رنجان من

اور پھر اس کی تفویض اور جان سپاری کا عالم یہ ہو جاتا ہے کہ ؎

زندہ کنی عطائے تو
در بکشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو
ہرچہ کنی رضائے تو

ظاہر ہے کہ اس لذت جاں سپاری کے ہوتے ہوئے مصائب و آفات کی مجال ہی کیا رہ جاتی ہے کہ وہ قلب عاشق کو بے چین کر سکیں یا اس میں ذرہ برابر پراگندگی اور تشویش پیدا کر سکیں اس حالت میں قلب عاشق کی ہر تشویش و پراگندگی مبدل بہ سکون و طمانینت ہو جاتی ہے جو لذت و راحت کی جڑ بنیاد ہے اور اب اگر اس میں کوئی تشویش و خلش ہو سکتی ہے تو اندیشہ فراق محبوب کی تو ہو سکتی ہے ورنہ زندگی کا کوئی لمحہ بھی تشویش و پریشانی سے آلودہ نہیں رہ سکتا اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ بندہ عقل کو کبھی راحت نہیں مل سکتی اور بندہ خدا کو کبھی قلبی پریشانی نہیں ہو سکتی

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

"آگاہ رہو کہ اللہ کی یاد ہی سے دل چین پاتے ہیں"

مغروران عقل تجویز کا راستہ اختیار کرتے ہیں تو ہمیشہ نامراد رہتے ہیں ۔ اور خاکساران حق تفویض کی راہ چلتے ہیں ۔ تو ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں ۔

پس دنیا والوں کی انتہائی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے اسباب راحت کو راحت اور اسباب مصیبت کو مصیبت سمجھ رکھا ہے ۔ اس لئے دنیا کو اسباب و وسائل سے بھرنے پر تلے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ یہی راستہ زندگی کی تشویشات اور بے چینیوں کا ہے جس میں ایک لمحہ کے لئے راحت میسر نہیں آ سکتی ، وہ اس راہ سے جتنا

(باقی ص ۱۷)

دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور

جسے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعِ انسانی کو عطا فرمایا

ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ میں اسلام کی دعوت تبلیغ کے مبارک کام کا آغاز کیا تو قریش نے ابتدا میں حیرت کا اظہار کیا۔ پھر وہ نفرت اور آخرکار مخالفت اور معاندت پر اتر آئے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام قبول کرنے والوں پر طرح طرح کے لرزہ خیز مظالم ڈھانے لگے۔ جب مقامی حالت ناقابل برداشت ہو گئی اور جسمانی اذیتوں سے جان کے لالے پڑ گئے تو نبوت کے تیرھویں سال ربیع الاول سنہ ۶۲۲ھ میں آپؐ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔

مدینہ منورہ میں جو اب تک یثرب کے نام سے موسوم تھا ان عرب قبائل کے علاوہ جن کے بعض خوش نصیب افراد حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے، یہودیوں کے بھی مختلف قبائل آباد تھے۔

یہاں مختصر طور پر بتا دینا ضروری ہوگا کہ عرب میں اس وقت تک قبائلی نظام رائج تھا کوئی باقاعدہ مرکزی حکومت قائم نہ تھی، ہر قبیلہ کا الگ الگ سردار ہوتا تھا — اس لامرکزیت کا لازمی نتیجہ خانہ جنگی ہی تھا جس میں عرب صدیوں سے مبتلا تھے اور ان کا یہ لامتناہی سلسلہ کسی طرح بھی ختم نہ ہونے میں آتا تھا، اس صحیفۂ مبارک سے خانہ جنگیوں کا وہ لامتناہی سلسلہ رک گیا۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد وہاں کے انصاری اور یہودیوں کے مابین ایک معاہدہ فرمایا جسے صحیفہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ صحیفہ ۵۲ دفعات پر مشتمل تھا اس میں ابتدائی ۲۵ دفعات مسلمانوں اور عربی قبائل سے متعلق ہیں اور آخر کی ۲۷ دفعات میں یہودیوں کے حقوق و فرائض سے بحث کی گئی ہے جو انصار کے بعد مدینہ میں دوسری بڑی طاقت تھی۔

یہ صحیفہ مبارک بقول ڈاکٹر حمید اللہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور ہے جو خدا کے آخری پیغمبر نے نوع انسانی کو عطا فرمایا۔ ممالک کے عام قواعد و قوانین کم و بیش تحریری صورت میں تو ہر جگہ ملتے ہیں لیکن دستور مملکت کو عام قوانین سے علیحدہ تحریر میں لانا اس سے قبل تاریخ کے اوراق میں کہیں نہیں ملتا۔

منوسمرتی سنہ ۵۰۰ء ق م میں بے شبہ راجہ کے فرائض کا بھی ذکر ہے۔ اور کوتلیا ارتھ شاستر سنہ ۳۰۰ء ق م اور اس کے ہم عصر ارسطو کی تصانیف میں بھی سیاست پر مستقل کتابیں ملتی ہیں یا کسی مقام کے دستور کا تاریخی تذکرہ ہیں، کسی مقتدرِ اعلیٰ کی طرف سے نافذ کردہ مستند دستور مملکت کی حیثیت ان میں سے کسی کو حاصل نہیں ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے عہد نبوی میں نظام حکمرانی جلد اوّل صہ ۷۴-۷۶ مؤلفہ ڈاکٹر حمید اللہ استاد قانون و اسلامیات بورن یونیورسٹی پیرس)

صحیفہ مبارک میں صاف طور سے اس امر کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ منبع از ذاتِ خداوندی ہے، مسلمانوں میں تعداد کی کمی سے جو کمزوری اور خطرات پیدا ہو سکتے تھے اس کے تدارک کے لئے انہیں راہ ہدایت پر ہونے کا اطمینان دلایا گیا ہے۔

پناہ دہی کا حق انفرادی طور سے ہر چھوٹے بڑے شخص کو دیا گیا ہے اور پناہ کے وعدہ کا احترام پوری امت پر واجب قرار دیا گیا ہے، اسی طرح آزادیٔ عمل اور بڑوں اور چھوٹوں کے درمیان اخوت اور مساوات قائم کر دی ہے۔

انصاف کرنے میں مداخلت کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے اور انصاف کے معاملات میں جانبداری کرنے اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں تک کی بے جا حمایت کرنے کی کوشش سے روکا ہے، ادھر مسلمان کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ ہر ضرر پہنچانے والے کو سزا دینے میں پوری طرح سے ہاتھ بٹائے۔

یہودیوں کو مسلمانوں کے سیاسی اور تمدنی حقوق میں صراحت کے ساتھ مساوات دے کر پورے حقوقِ شہریت عطا کئے گئے ہیں۔ مذہبی آزادی دے کر نہایت فیاضانہ رواداری کا معاملہ برتا گیا ہے، ان کی شریعت اور ان کے حقوق کی مساوات تسلیم کی گئی ہے چنانچہ صحیفہ مبارک میں اس امر کی وضاحت موجود ہے کیونکہ دشمن کے ساتھ جنگ کی صورت میں اگر مسلمان اور یہودی اتحاد حاصل کریں تو ہر حلیف اپنے مصارفِ جنگ خود برداشت کریں گے۔

اس معاہدہ کے ذریعہ مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ کی طرح حرام (مقدس مقام) قرار دے کر ایک متحدہ مرکز بنا دیا گیا ہے اور ایک نظام قائم کیا گیا۔ جو بہت کم عرصہ میں ایشیا، یورپ، اور افریقہ کے تین براعظموں میں پھیلی ہوئی ایک وسیع اور زبردست حکومت کا صدر مقام بن گیا۔ صحیفہ مبارک کے متن کا ترجمہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفعہ ۱۔ خدا کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معاہدہ (تحریر) مہاجرین قریش اور اہل یثرب (مدینہ) میں سے اسلام لانے والوں اور ان سب لوگوں کے لئے نافذ ہوگا جو مذکورہ جماعتوں کے ساتھ متفق ہوں اور ان کے ساتھ جنگ میں شریک رہیں۔

دفعہ ۲: غیر معاہدین کے مقابلہ میں معاہدین کی ایک علیحدہ جماعت (امت) شمار ہوگی۔

دفعہ ۳: مہاجرین قریش بجائے خود ایک جماعت ہیں وہ حسب سابق اپنے مجرموں کی جانب سے دیت کی ادائیگی کے ذمہ دار ہوں گے اور اپنے قیدیوں کو خود بخود ہی فدیہ دے کر چھڑا لیں گے۔ یہ سب کام ایمان و انصاف

کے اصول کے ماتحت ہوں گے۔

دفعہ ۴ تا ۱۱: بنی عوف بن الحارث، بنی ساعد بن ہاشم بنی النجار بن عمرو بنی اللبنیت اور بنی الاوس اپنی اپنی جماعت کے خود ذمہ دار ہوں گے اور بدستور سابق اپنی اپنی دیت باہم مل کر ادا کریں گے۔ اور اپنے قیدیوں کو خود ہی فدیہ دے کر چھڑانے کے ذمہ دار ہوں گے۔ یہ تمام کام اصول، دیانت اور انصاف کے ماتحت کام انجام پائیں گے

دفعہ ۱۲۔ مسلمانوں میں اگر کوئی مفلس کسی ایسے جرم کا مرتکب ہو، جس پر دیت واجب ہوتی ہے یا کہیں قید ہو جائے اور فدیہ ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دوسرے مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ وہ اس شخص کی جانب سے دیت یا فدیہ ادا کر کے اسے چھڑائیں تاکہ مسلمانوں کے باہمی تعلقات میں نیکی اور ہمدردی رونما ہو۔

دفعہ ۱۳: کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کے آزاد کردہ غلام کی مخالفت نہیں کرے گا۔

دفعہ ۱۴: مسلمانوں پر فرض ہوگا کہ وہ ہر ایسے شخص کی علی الاعلان مخالفت کریں جو فتنہ فساد برپا کرتا ہو۔ اور خلق خدا کو ستاتا ہو یا زبردستی کوئی چیز حاصل کرنا چاہے اور سرکشی اختیار کرے، ایسے شخص کو سزا دینے میں تمام مسلمان آپس میں متفق رہیں گے خواہ وہ شخص ان میں سے کسی کا فرزند ہی کیوں نہ ہو۔

دفعہ ۱۵: کسی مسلمان کو یہ حق نہ ہوگا کہ وہ کسی مسلمان کو کسی محارب کے بدلے میں قتل کرے یا کسی مسلمان کے مقابلے میں کسی محارب کو مدد پہنچائے۔

دفعہ ۱۶: خدا کا عہد ذمہ داری اور پناہ ایک ہی ہے یعنی اگر کسی مسلمان نے کسی کو پناہ دے دی تو اس کی پابندی تمام مسلمانوں پر لازم ہوگی۔ خواہ پناہ دینے والا ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہی کیوں نہ ہو، تمام مسلمان دوسروں کے بالمقابل آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

دفعہ ۱۷: جن یہودیوں نے ہمارے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے ان کے متعلق مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کو مدد دیں اور مواسات کا برتاؤ کریں۔ ان پر کسی کا ظلم نہ کیا جائے اور ان کے خلاف ان کے دشمن کو مدد دی جائے۔

دفعہ ۱۸: سب مسلمانوں کی صلح ایک ہی ہوگی جب اللہ کی راہ میں جنگ ہو تو کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کو چھوڑ کر دشمن سے اس وقت تک صلح نہیں کرے گا جب تک وہ صلح سارے مسلمانوں کے لئے یکساں و برابر نہ ہوگا۔

دفعہ ۱۹: ان تمام جماعتوں کو جو ہمارے ساتھ جنگ میں حصّہ لیں گی نوبت بہ نوبت آرام کرنے کا موقعہ دیا جائے گا۔

دفعہ ۲۰: جو مسلمان جہاد فی سبیل اللہ میں شہید ہو جائیں گے ان کے پسماندگان کا تکفل تمام مسلمانوں پر واجب ہوگا۔

دفعہ ۲۱: بلاشبہ تمام متقی پرہیزگار مسلمان براہ راست اور سب سے اچھے طریقے پر ہیں۔

دفعہ ۲۲: کوئی مسلم معاہد قریش کی جان و مال کو کسی طرح کی پناہ نہ دے گا اور نہ کسی مسلم کو کسی مسلمان کے مقابلہ میں مدد پہنچائے گا۔

دفعہ ۲۳: کوئی شخص اگر کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دے اور ثبوت موجود ہو تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا، ہاں اگر مقتول کا وارث دیت دینے پر رضامند ہو جائے تو دیت ادا کر کے گلو خلاصی ہو سکتی ہے۔ تمام مسلمانوں پر بلا اشتباہ اس امر کی لازمی تعمیل کرنا ہوگی۔ مذکورہ امور کے علاوہ کوئی اور چیز قابلِ قبول نہ ہوگی۔

دفعہ ۲۴: کسی مسلمان کے لئے جس نے اس صحیفہ کو قبول کر کے اس کی پابندی کا اقرار کر لیا ہے اور وہ خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے یہ ہرگز جائز نہ ہوگا کہ وہ نئی بات پیدا کرے۔ اور نہ یہ جائز ہوگا کہ وہ ایسے شخص سے معاملہ رکھے جو اس معاہدہ کا احترام نہ کرتا ہو۔ جو شخص اس امر کی خلاف ورزی کرے گا، قیامت کے دن اس پر خدا کی لعنت [illegible] نازل ہوگا اور اس بارے [illegible] کا کوئی عذر اور توبہ قبول نہ [illegible]

دفعہ ۲۵: اہل معاہدہ میں جب کسی چیز کے متعلق اختلاف پیدا ہو جائیگا تو اس فیصلے کے لئے خدا اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رجوع کیا جائیگا۔

دفعہ ۲۶: اس معاہدہ کے بعد یہود پر لازم ہوگا کہ وہ جنگ کی حالت میں جب کہ مسلمان کسی دشمن کے ساتھ برسرپیکار ہوں مسلمانوں کو مالی امداد دیں۔

دفعہ ۲۷ تا ۳۶: بنی عوف، بنی نجار، بنی الحارث، بنی ساعد، بنی حشم، بنی الاوس، بنی شعلبہ، بنی جیفنہ اور بنی الشطیبہ کے یہود جنہوں نے اس معاہدہ میں شرکت کی ہے اور مسلمانوں کے حلیف ہیں، اپنے مذہب کے پابند رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب کی مذہبی باتوں کے علاوہ باقی امور میں مسلمان اور یہود ایک جماعت شمار ہوں گے ان میں سے کوئی شخص اگر ظلم یا عہدشکنی یا جرم کرے تو وہ اپنے جرم کی سزا کا مستحق ہوگا۔

دفعہ ۳۷: یہود کے مذکورہ بالا قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو حاصل ہیں۔

دفعہ ۳۸: معاہدہ کرنے والوں میں کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اجازت کے بغیر فوجی اقدام نہیں کرے گا۔

دفعہ ۴۰: اگر مسلمان اور یہود معاہدین کے خلاف کوئی تیسری قوم جنگ کرے تو ان معاہدین کو متفق ہو کر لڑنا ہوگا۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور باہم بہی خواہی اور وفا شعاری ہوگی، یہودی اپنے مصارفِ جنگ برداشت کریں گے اور مسلمان اپنے۔

دفعہ ۴۱: معاہدہ کرنے والے فریقین پر لازم ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ خلوص اور خیر خواہی کا برتاؤ کریں، کوئی کسی پر ناانصافی نہ کرے اور نہ ظالم کو مدد پہنچائے۔

دفعہ ۴۲: یہود اس وقت تک مسلمانوں کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے جب تک وہ مل جل کر جنگ کرتے رہیں۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

فلسفۂ تعلیم اور اسلام

جناب رفعت احمد خاں صاحب ایم، اے۔ ایل ٹی

مقصدِ حیات انسانی کردار یا اس کے ارادی انفعال کی روش ان مقاصد سے متعین ہوتی ہے جن کی بناء پر وہ افعال کو پسند یا ناپسند کر کے ایک مخصوص لائحہ عمل اختیار کرتا ہے ؎

زندگانی رابقا از مدعاست
کاروانش را درا از مدعاست

مقصد 'خیال نتائج' کا نام ہے اور خیال نتائج کی تہ میں کوئی نہ کوئی جذبہ، جبلت، عادت یا دلچسپی مضمر ہوتی ہے جو انسان کو عمل پر آمادہ کرتی ہے، یہ 'مقصد حیات' یا نصب العین اسلام کی نظر میں رضائے الٰہی کی طلب 'تعلق مع اللہ' یا خدا سے ایک حقیقی رابطہ ہے۔ جس کے متعلق کسی نے خوب کہا ہے ؎

فنا اسے کر سکے بھلا یہ اجل کی بھی دسترس کہاں ہے
یہ غیر فانی جو ایک ربطِ نہاں مرا ان کے درمیاں ہے

اسلامی تصوّرِ حیات

اسلام کا اصلی مقصود مستقبل کی اس خیرٌ و ابقیٰ زندگی کی فلاح و کامیابی ہے جو انسانی فطرت کے اعلیٰ حقیقی مطالبات کی کامل آسودگی کا مظہر ہوگی اور موجودہ زندگی کی حیثیت مقصود کی نہیں بلکہ وسائل کی ہے ؎

خودی کی ہے یہ منزل اوّلیں
مسافر یہ تیرا نشیمن نہیں ہے

اسلام اس زندگی کو آغاز و انجام سے ناآشنا، یا ماضی و مستقبل سے غیر مربوط لایعنی و عبث قرار نہیں دیتا بلکہ اس فانی و محدود کا دامن ایک غیر فانی و غیر محدود ذات و انجام سے بندھا ہُوا ہے انسان کے ظاہری و باطنی جس قدر اس مقصد سے بلاواسطہ یا بالواسطہ معین ہوں گے اسی قدر وہ پسندیدہ اور سعادت و خیر کے سرمایہ دار کہے جاسکیں گے

تعلیم اس غایت کی تکمیل کا ایک وسیلہ ہے۔ تعلیم کے صیحح معنی متعلم کو اس کے مقصد وجود اور مقصد کی تکمیل کے لئے علم عطا کرنا ہے۔"

تعلیمِ جدید اور تصوّرِ حیات

تعلیم جدید نے انسان کو اپنے اور کائنات کے وجود کا جو علم و تصوّر عطا کیا ہے اور جو تمام نظریات و نظامات تعلیمی کی بناء ہے وہ یہ کہ سارا کارخانۂ عالم بس ایک خود رَو جنگل ہے، اس میں انسان سب سے اعلیٰ درجہ کا حیوان ہے۔ (HIGHER ANIMAL) جب انسان کا نہ کوئی جداگانہ مقصد و مقام ہے، نہ ماضی نہ مستقبل، یعنی نہ ماضی کی طرف اس کی آفرینش میں کسی کی مرضی و مشیّت کو دخل ہے جس کی بناء پر اس کے وجود کا کوئی خاص مقصد و مراد ہے نہ مستقبل میں اس موجودہ زندگی کا کوئی حساب و کتاب جزا و سزا، تو اس کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا ہے کہ وہ آغاز و انجام سے یکسر بے پروا ہو کر تمام اس سامنے کی مادی و فانی زندگی کے ماکولات، مشروبات شہوات و رغبات، جاہ و جلال، آرائش و نمائش، کبریائی و سربلندی کی انفرادی و اجتماعی مقابلہ و مسابقت میں سرتاپا غرق رہے، اور اسی کو تعلیم و تہذیب اور ترقی و تمدّن کا کمال جانے ؎

اے اہلِ نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا
مقصودِ ہنر سوزِ حیاتِ ابدی ہے
یہ ایک نفس یا دو نفس مثلِ شرر کیا
جس سے دلِ دریا متلاطم نہیں ہوتا
اے قطرۂ نیساں وہ صدف کیا وہ گہر کیا

ہمارے موجودہ انفرادی و اجتماعی مصائب و مفاسد میں سب سے زیادہ حصہ اس موجودہ نظامِ تعلیم ہی کا ہے جس نے خدا اور آخرت کی مطلوبیت و مقصودیت کو عملاً زندگی سے خارج کر کے صرف نفسانی و حیوانی لذت و راحت کو انسان کا مطمح نظر اور مبلغ پرواز بنا دیا ہے۔ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے ؎

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

لیکن افسوس ہماری حالت یہ ہے کہ آفاق میں ہی گم نہیں بلکہ راہبری کا مذہب چھوڑ کر گمراہوں کے پیچھے چل پڑے ؎

علم غیر آموختی اندوختی
روئے خویش از غازہ اش افروختی
یکے خود را بسوز خویشتن سوز
طوافِ آتش بیگانہ تا کے

اگر اب بھی آنکھ کھل جائے تو غنیمت ہے ؎

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں
"تو اپنے آپ ہی" مینا و جام پیدا کر (دہ تغیر)

پھر قدرتاً اسی میدان میں مادی زندگی کے تعیش و تفوق کے لئے افراد و اقوام سب کی دوڑ شروع ہوتی ہے، اور انسانی بستیوں میں جنگل کے قانون کے سوا کوئی قانون کارفرما نہیں رہ جاتا البتہ جنگل میں جانور سینگ اور پنجے مارتے یا دانت سے نوچتے پھاڑتے ہیں، وہ بھی ایک نے بہت سے بہت دو چار کو کھا چبا ڈالا۔ لیکن یہ اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ جانور اپنی عقل و تعلیم کے زور سے ایٹم بم کے ایک ہی وار میں شہر کے شہر نیست و نابود کر ڈالتا ہے۔

جدید تعلیم کا نصب العین

اگر کشت و خون شر و فساد کے اس وبال و نکال تک بفرض محال نوبت نہ بھی پہنچے تب بھی تعلیم جدید کا رقاص (پنڈولم) اور مبلغ پرواز اپنے بے آغاز و بے انجام تصورِ تعلیم کی رو سے قدرتاً صرف نفسانی و حیوانی زندگی کی لذّت و مسرّت جاہ و مال کے مابین ہی رقص کرنے پر مجبور ہے۔ بہت بلند اڑے تو انفرادی سے آگے اجتماعی یا قومی یا ملکی یا بڑے زبانی دعووں میں اور بھی اونچے اڑے تو ساری انسانیت کے لئے انہیں چند روزہ حیوانی منافع و نفسانی لذّات کو مطمحِ نظر بنا لیا۔ لیکن جب فرد قوم یا انسان زیادہ سے زیادہ ایک اعلیٰ درجہ کا حیوان ہے، تو پھر

۲۵ جولائی ۱۹۶۹

اس تعلیمی ترقی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اعلیٰ درجہ کے حیوان سے ترقی کرکے اعلیٰ درجہ کا شیطان بن کر خود اس دنیاوی زندگی کی خودکشی اور اس کے امن و امان بلکہ ساری آبادی کی بربادی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔" بقول اقبال مرحوم ؎

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائدار ہوگا

علمِ معاد و علمِ معاش

علم حقیقی کا موضوع اس زندگی کا مقصد و منتہیٰ متعیّن کرنا ہے اور تعلیم کا مقصد اس مقصد و منتہیٰ تک پہنچانا ہے۔ اقبال مرحوم نے خواجہ غلام السیدین کے خط کے جواب میں علم کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔

"علم سے ایک طبعی قوت ہاتھ آتی ہے جس کو دین کے ماتحت رہنا چاہیئے اگر دین کے ماتحت نہ رہے تو محض شیطنت ہے۔ یہ علم، علم حق کی ابتدا ہے جیسا کہ میں نے جاوید نامہ میں لکھا ہے ؎

علم حق اول حواس آخر حضور
آخر او می نگنجد در شعور

وہ علم جو شعور میں نہیں سما سکتا اور جو علم حق کی آخری منزل ہے اس کا دوسرا نام عشق ہے۔ علم و عشق کے تعلق میں جاوید نامہ میں کئی اشعار ہیں ؎

علم بے عشق است از طاغوتیاں
علم با عشق است از لاہوتیاں

مسلمان کے لئے لازم ہے کہ علم کو (یعنی اس علم کو جس کا مدار حواس پر ہے اور جس سے بے پناہ قوت پیدا ہوتی ہے) مسلمان کرے "بولہب را حیدر کرار کن" اگر یہ بولہب حیدرِ کرار بن جاتے، یا یوں کہیئے کہ اگر اس کی قوت دین کے تابع ہو جائے تو نوع انسان کے لئے سراسر رحمت ہے۔

اقبالؒ کے استاد مولیٰنا رومؒ پہلے فرما گئے ہیں ؎

علم چہ بود آنکہ رہ بنمایدت
زنگ گمراہی ز دل بزدایدت
علم بنود غیر علم عاشقی
مابقی تلبیس ابلیسِ شقی

اس لئے علم عاشقی سے مراد علمِ دین ہی ہے کیونکہ ایمان ہی عشق ہے والذین اٰمنوا اشدّ حبًا للّٰہ اور جب ایمان عشق ہے تو اس کا علم علم عاشقی ہے۔

"ہماری طاعت کی راہ مادیات و جذبات اور خواہشوں کے بیچ سے ہوکر نکلی ہے۔ روحانی زندگی مادی وسایل سے وابستہ ہے۔ علوم معاد کے ساتھ علوم معاش کی تحصیل بھی وسیلہ کے درجہ میں ضروری ہے نہ یہ کہ راہ کو منزل اور وسیلہ کو غایت اور نصب العین بنا ڈالیں جس کے معنی یہ ہوں گے کہ عارضی، فانی اور بے حقیقت تعیّش کے لئے دائمی، باقی اور حقیقی راحت و کامیابی سے محروم ہو جائیں، حالانکہ یہ سودا سراسر زیاں اور عقل و خرد کے خلاف ہے۔ پھر بھی ہم ہیں کہ اپنے جہلِ مرکّب سے اس کو عین ترقی سمجھ رہے ہیں ؎

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا

معاشی علوم و فنون کا موضوع انسان کی اس دنیوی زندگی کے کسی نہ کسی شعبہ کی مادی و حیوانی ضروریات کو پورا کرنا ہے جن کی تحصیل و تکمیل وسیلہ کے درجہ میں مطلوب ہے، کون روکتا ہے علوم و فنون میں خوب ترقی کیجئے، صناعات و ایجادات میں سبقت لے جایئے۔ سامانِ جنگ و حرب تیار کیجئے، سب کچھ کیجئے، لیکن بقول اقبال مرحوم "دین کے لئے اور دین کے تابع رہ کر"، کیونکہ مسلمان کی زندگی کی ہر حرکت و سکون اپنے محبوب حقیقی کی رضا کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: دستور

دفعہ ۴۳: یثرب کا وہ میدان جو پہاڑوں سے گھرا ہُوا ہے اس معاہدہ میں شریک ہونے والوں کے لئے حرم مقدس ہوگا۔

دفعہ ۴۴: پناہ گزین سے بھی وہی برتاؤ کیا جائے گا جو پناہ دہندہ کے ساتھ کیا جاتا ہے اس کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ پناہ گزین پر اس معاہدہ کی تعمیل لازمی ہے اسے عہد شکنی کی اجازت نہ ہوگی۔

دفعہ ۴۵: کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

دفعہ ۴۶: اہلِ معاہدہ میں اور محمدؐ کوئی حادثہ یا اختلاف رونما ہو جس سے نقصِ امن کا اندیشہ ہو تو اس فیصلہ کے لئے خدا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رجوع کیا جائے گا۔ جو شخص اس صحیفہ کی زیادہ تعمیل کرے گا خدا اس کے ساتھ ہوگا۔

دفعہ ۴۷: قریش مکّہ اور ان کے مددگار کو کوئی شخص پناہ نہ دے گا۔

دفعہ ۴۸: اگر کوئی یثرب پر حملہ آور ہوگا تو مسلمان اور یہود دونوں ہی مل کر مدافعت کریں گے۔

دفعہ ۴۹: اگر مسلمان کسی سے صلح کریں گے تو یہود بھی اس صلح کے پابند ہوں گے۔ اگر یہود کسی سے صلح کریں گے تو مسلمانوں پر بھی لازم ہوگا کہ یہود کے ساتھ ایسا ہی تعاون کریں، البتہ کسی فریق کی اپنی مذہبی جنگ میں دوسرے فریق پہ ذمّہ عائد نہ ہوگی۔

دفعہ ۵۰: یثرب کے حملہ کی صورت میں ہر جماعت کو اس کے حصّہ کی مدافعت کرنی ہوگی جو اس کے بالمقابل ہو۔

دفعہ ۵۱: قبیلہ الاوس کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس صحیفہ میں شریک ہونے والوں کو حاصل ہیں۔ بشرطیکہ وہ بھی وفاداری کے ساتھ تعمیل کرے۔ خدا اس کا حامی و مددگار ہے۔

دفعہ ۵۲: اس معاہدہ میں شریک ہونے والی جماعتوں میں اگر فریق یا جماعت کو جنگی ضرورت سے مدینہ جانا پڑے تو وہ امن و حفاظت کی مستحق ہوگی اور جو مدینہ میں رہے اس کے لئے بھی امن ہوگا کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا اور نہ کسی کے لئے عہد شکنی جائز ہوگی جو اس صحیفہ کا سچّے دل سے احترام اور تعمیل کرے گا اس کے لئے اللہ اور اس کا رسول محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) نگہبان ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

مرتبہ
محمد عثمان غنی
بی اے

[illegible] ۱۹۶۸ء

(۳)

بہرحال میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ آپ کسی سے پوچھیں تیری عمر کتنی ہے؟ وہ کہہ دے "جی میری عمر ۱۲۰ سال ہے"۔ "بھائی تیری آنکھ ٹھیک ہے؟"۔ "جی ہاں آنکھ بھی ٹھیک ہے، ٹانگ بھی ٹھیک ہے، کان بھی ٹھیک ہیں، میں چلتا بھی ٹھیک ہوں"۔ پھر آپ اس پر یہ حکم لگا سکتے ہیں کہ تو پیدائشی بیمار ہے؟ اگر وہ پیدائشی بیمار ہوتا تو ۱۲۰ سال عمر پوری کر لیتا؟ ابھی تک تو وہ توانا ہے۔ اگر میرے بزرگو! اسلام ترقی کے راستے میں روڑے اٹکاتا، اسلام زمانے کے ساتھ نہ چل سکتا تو چودہ سو سال تک لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کبھی باقی نہ رہتا۔ یہ دلیل ہے اسلام کے بقا کی — اسلام ترقی کے راستے میں روڑے نہیں اٹکاتا، اسلام تو اس "ترقی" کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے جو خدا سے باغی ہو، اللہ کی مخلوقات کے حقوق پر ڈاکے ڈالے۔ اسلام "واقعی" اس ترقی کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اسلام چوروں کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے، اسلام باغیوں کے راستے میں روڑے اٹکاتا ہے، جو مسلمان اللہ کا مطیع اور فرمانبردار ہو، اسلام اس کے راستے میں روڑے نہیں اٹکاتا۔

میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ قرآن یہ فرماتا ہے کَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَآءِ۔ اس کائنات کے پیدا کرنے سے پہلے، اس ہیئت کذائی سے پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ کیا مطلب؟ کہ یہ ساری کائنات پانی ہی پانی تھی اور زمین کو بعد میں تخلیق کیا گیا، جیسا کہ ہمارا پرانا عقیدہ ہے مسلمانوں کا کہ سب سے پہلے مکہ مکرمہ جہاں بیت اللہ شریف ہے، جہاں کچھ حاجی لوگ پہنچ چکے ہیں، کچھ جانے والے ہیں (اللہ ان کے حجوں کو قبول فرمائے۔ حج مبرور نصیب فرمائے، اللہ مجھے اور آپ کو بھی یہ سعادت نصیب فرمائے) تو وہاں بیت اللہ شریف کے اندر ایک کُنڈا سا لگا ہوا ہے اسے کہتے ہیں — نَافُ الْاَرْضِ، یعنی دنیا کی ناف۔ اب بھی وہاں پر یہ محاورے کے طور پر مشہور ہے کہ سب سے پہلے زمین وہاں سے خشک ہوئی ہے جہاں پر بیت اللہ شریف ہے۔ بیت اللہ کے اندر ایک نشان سا موجود ہے۔ تو زمین اور آسمان کی اس تخلیق سے پہلے ساری کائنات پر پانی ہی پانی تھا تو اللہ فرماتے ہیں میرا عرش یعنی میری حکومت پانی پر تھی۔ اس میں لطیف اشارہ ہے کہ میری قدرت اور میری تخلیق کا تم مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں نے پانی ہی سے ساری کائنات بنا دی۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْئٍ حَیٍّ۔ تم پانی پر کسی چیز کی بنیاد رکھو، ایک منٹ میں نیچے آ رہے گی۔ اوّل تو تم رکھ ہی نہیں سکتے۔ کوئی دریا کے درمیان مکان بنا سکتا ہے؟ فرمایا میں نے پانی سے ساری کائنات سے بنا دیا جو پانی عنصر لطیف ہے، اپنے وجود کو باقی نہیں رکھ سکتا۔ آپ پانی کا ایک قطرہ ڈالیں زمین پر، وہ بہہ جاتا ہے، قطرہ قطرے کی ہی شکل میں نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں میری تخلیق کو تم دیکھو کہ میں کتنا بڑا خالق ہوں، خالق عظیم ہوں کہ میں نے پانی سے ساری کائنات بنا دی، زمین بنائی، یہ زمین میں جو کچھ تم دیکھتے ہو، پودے، شجر، حجر، بلکہ پہاڑ تک پانی سے بنتے ہیں، ان کی تہ میں بھی پانی ہوتا ہے — اور میرے بزرگو! میں آپ کس سے بنے ہیں؟

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ۝ (الدھر ۱، ۲)

فرمایا میری عظیم قدرت کا تم کیا مقابلہ کر سکتے ہو، میں نے ساری کائنات کو بنایا، زمین کو بنایا، آسمان کو بنایا — اور پانی سے بنایا۔ اور پھر تم کو بھی میں نے بنایا، تم کو میں نے اپنا خلیفہ بنایا، اور یہ ساری کائنات میں نے تمہارے لئے بنائی۔ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ۔ (البقرہ ۲۹) سب کچھ جو زمین میں ہے میں نے تمہارے لئے بنایا۔ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ ۝ (ابراہیم ۳۳) فرمایا میں نے تمہارے لئے رات بنائی، دن بنایا، چاند بنایا، سورج بنایا، اور میں نے تمہارے لئے دریا جاری کئے، پہاڑ بنائے، ساری کائنات تمہارے لئے بنائی۔ فرمایا۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۗ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝ (ابراہیم ۳۴) اگر تم میری نعمتوں کو گننے لگو تو تمہاری طاقت نہیں ہے کہ گن بھی سکو، بے شک انسان بہت بڑا ظالم ہے اور بہت بڑا ناشکرا ہے۔

تو یہ پھر بنایا کیوں؟ تمہیں مجھے کیوں بنایا؟ ساری کائنات کو کیوں بنایا؟ نعوذ باللہ کیا خدا کھیلنا چاہتا تھا؟ ارشاد فرمایا۔ نہیں۔ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ یہ ساری کائنات میں نے اس لئے بنائی تاکہ اے انسانو! تمہارا امتحان لیا جائے ظاہری طور پر، اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۚ تم میں سے کون ہے جس کے عمل سب سے بہتر ہیں، تمہاری عملی زندگی میرے حکم کے مطابق ہے یا مخالف ہے؟ اس لئے میں نے ساری کائنات بنائی۔ تم کو میں نے خلافت دی کہ تم زمین میں آ کر میرے خلیفے بنوگے یا میرے باغی بنوگے؟ میرے مطیع خلیفے بنوگے یا میرے باغی خلیفے بنوگے؟ اور پھر فرمایا۔ میں تمہیں یونہی نہیں

چھوڑ دوں گا، تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ ساری کائنات ہم کھا پی لیں گے اور پھر ہمیں اللہ نہیں پوچھے گا۔؟ فرمایا، نہیں، تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا۔ وَلَئِنْ قُلْتَ، اور جب آپ ان سے یوں فرما دیتے ہیں اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ، اے دنیا والو! اے انسانو! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے موت کے بعد، کیونکہ تم سے اللہ نے امتحان لینا ہے، حساب لینا ہے۔

یہ حیات بعد الموت کا مسئلہ اسی لئے ہے۔ آپ دیکھتے ہیں، سورت فاتحہ کے درس میں تفصیل کے ساتھ گذر چکا ہے، ہم اللہ کے حضور جو دعائیں کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ کی جو حمد و ثنا کرتے ہیں، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ اور ساتھ پھر یہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اللہ بدلے کے دن کا مالک ہے یعنی خدا کی رحیمیت، خدا کی رحمانیت اس میں کوئی شک نہیں، ہے، لیکن اللہ نے ایک وقت مقرر کیا ہے ہم سے امتحان لینے کا، ہمارا حساب لینے کا۔ اور وہ وقت کون سا ہے؟ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ۔ موت کے بعد، جب یہ ہماری زندگی، بدنی زندگی ختم ہو جائے گی، اس ڈھانچے کو جب ہم ختم کرنا سمجھ لیں گے، دنیا والے سمجھیں گے کہ ختم ہو چکے ہیں، فرمایا۔ نہیں۔ اب میرے سامنے تم آؤ گے اور میں موت کے بعد تمہارے اعمال کا محاسبہ کروں گا۔ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ۔ یہاں لفظ فرمایا۔ میرے بزرگو! مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ۔ تم اٹھائے جاؤ گے موت کے بعد، اور ہمارا عقیدہ ہے علماء اہل سنت والجماعۃ کا، حدیث اور قرآن کی روشنی میں، کہ ہماری حیات کے دو حصے ہیں۔ ایک حیات ہے قبر کی حیات اور ایک حیات ہے قیامت کی حیات۔ قبر کی حیات جو ہے وہ بھی قیامت کا پہلا زینہ ہے۔

حضرت علی کرّم اللہ تعالےٰ وجہہ فرماتے ہیں قرآن مجید کی جو سورت تکاثر ہے۔ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ ؕ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ۙ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ ۙ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۝ (پ ۳۰) فرمایا حضرت علی کرّم اللہ وجہٗ نے کہ اس سورت کے نزول کے بعد ہم کو تو قبر کی زندگی پر پورا یقین حاصل ہو گیا — قبر کی زندگی، مرنے کے بعد جو زندگی ہے، قیامت سے پہلے، جسے قرآن نے برزخ فرمایا۔ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ (المومنون ۱۰۰) یہ پردے کی زندگی، ہماری آنکھوں سے پردہ ہو جاتا ہے، اندر حساب لگا رہتا ہے۔ فرمایا کہ اس زندگی پر ہمیں پورا یقین ہو گیا جب سورتِ تکاثر نازل ہوئی۔ اور قرآن مجید نے صاف فرمایا میرے بزرگو! اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ اے انسان! تجھ کو مال حاصل کرنے کی غرض، لالچ، مال کی کثرت کی لالچ، اولاد کی کثرت کی لالچ، دنیاوی جاہ و جلال کی لالچ، اَلْهٰكُمْ۔ میرے ذکر سے غافل کر دیتی ہے۔ تو اتنا اس میں پھنس جاتا ہے کہ مجھے چھوڑ بیٹھتا ہے، خالق کے ذکر کو چھوڑ کر مخلوق کے ذکر میں پھنس جاتا ہے حالانکہ خالق کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ مخلوق تو اسی لئے ہے کہ خالق یاد آئے۔ تو فرمایا۔ اَلْهٰكُمْ، اے انسانو! تم کو غافل کر دیتی ہے میرے ذکر سے، تَكَاثُر، مال کی کثرت کی طلب، اولاد کی کثرت کی طلب، رات دن دنیاوی جاہ و جلال کی فکر کی طلب، حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ جاتے ہو، قبروں تک تم ان باتوں کو نہیں چھوڑتے۔ فرمایا۔ قبروں میں پھر کیا ہوتا ہے؟ كَلَّا — یاد رکھو۔ كَلَّا کا کلمہ آتا ہے تنبیہ کے لئے۔ یاد رکھو۔ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ تم ضرور جان لو گے۔ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ پھر یاد رکھو تم ضرور جان لو گے۔ یہ دو دفعہ فرمایا۔ حضرت علی کرّم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ جو پہلی مرتبہ فرمایا، فِیْ قُبُوْرِكُمْ، اپنی قبروں میں جان لو گے کہ اللہ کے نبی نے جو کچھ فرمایا تھا وہ بالکل ٹھیک تھا۔ اور دوسرا ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ یہ قیامت کے دن کے متعلق فرمایا۔ اور پھر جو آگے فرمایا۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ۙ تم یقیناً اس دوزخ کو جسے تم نقشے پر ڈھونڈتے ہو، جغرافیئے میں تلاش کرتے ہو، اس دوزخ کو تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ ۙ اور پھر قیامت کے دن تو پورے یقین کے ساتھ دیکھ لو گے (اللہ مجھے آپ کو جہنم سے بچائے، ہمارے یقین میں اللہ تعالےٰ قوت پیدا فرمائے) ہمارا تو بھائی یقین ہے کہ موت کے بعد زندگی ہے اور میرے بزرگو! یہی ایک یقین ہے جس سے کہ ہماری اخلاقی اصلاح ہو سکتی ہے۔ آپ ہزارہا بناتے رہیں دستور، کون مانتا ہے دستوروں کو؟

کیا اقوام متحدہ کے منشور میں انسانی احترام کا دستور نہیں ہے؟ کیا وہاں پر حقوقِ انسانیت کے ادارے نہیں ہیں؟ مگر آج دیکھ لیں کہ کیا ہو رہا ہے ویت نام میں۔ انسانوں پر آگ برسائی جا رہی ہے، انسانوں کے خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں — اور صرف کس لئے؟ ذاتی اقتدار کے لئے۔ مجھے چوہدری مان لیا جائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام پر الزام لگاتے تھے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے حالانکہ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ دیکھیں احکام جو آپؐ نے بطور فاتح اعظم اپنی فوجوں کو دئے ہیں۔ رضا کاروں اور صحابہ کو دتے ہیں۔ فرمایا۔ لَا تَقْتُلُوْا وَلِیْدًا، خبردار! کسی بچے کو نہ مارنا، وَلَا امْرَاَةً نہ کسی عورت کو مارنا، وَلَا تَقْتُلُوْا نہ کسی زیادہ بیمار کو مارنا، وَلَا شَیْخًا، نہ کسی بوڑھے کو مارنا۔ دیکھ لو فرمایا۔ دیکھنا مسلمان کا ہاتھ کبھی نہ اٹھے کسی بچے پر، مسلمان کا ہاتھ کبھی نہ اٹھے کسی عورت پر، مسلمان کا ہاتھ کبھی نہ اٹھے کسی بوڑھے پر، مسلمان کا ہاتھ کبھی نہ اٹھے کسی بیمار پر، خواہ وہ دین کا مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ اَلَا اَنْ یَّكُوْنَ ذَا رَاْیٍ۔ ہاں جنگ میں جو رائے دینے والا ہے، وہ سیاسی شرارتی ہے۔ تو پھر اس کو تم رگڑا سکتے ہو، لیکن ویسے کفر کی بنیاد پر کسی بوڑھے کو مت مارو، کسی بچے کو مت مارو، کسی

(باقی صـ۱۷ پر)

بقیہ

امام ولی اللہ دہلوی رح

اور اُن کی انقلابی تحریک کے تین دور !!!

محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان ، لاہور

تاریخ اسلام پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ سب سے پہلے عربوں نے قرآن حکیم کی انقلابی تعلیم کو قبول کیا۔ وہ خود پستی میں تھے، اس انقلابی تعلیم کی بدولت وہ بامِ عروج پر پہنچ گئے اور اسلام کو بھی بین الاقوامی پیمانے پر غالب کرکے دکھایا۔ جب ان میں کمزوری پیدا ہوئی تو پھر ایرانی آگے بڑھے۔ یہ اسلام کی انقلابی تعلیم کو قبول کرکے عربوں کے ساتھ مل کر کام کرچکے تھے۔ اب عربوں کی جگہ انہوں نے لے لی۔ اور اسلام کی بین الاقوامی طاقت کو بحال رکھا۔ جب ایرانیوں میں زوال کے آثار پیدا ہوئے تو پھر ترک اقوام کو اسلام قبول کرنے کی توفیق بخشی، اب انہوں نے اسلام کی خدمت کی اور عَلَم اسلام کو سربلند رکھا۔ ان کے دو مرکز تھے ایک قسطنطنیہ، یہ عثمانی ترک تھے اور دوسرا مرکز دہلی تھا یہ مغل ترک تھے۔

اصل میں اسلام ایک انقلابی تحریک ہے اور یہ سب قوموں کے لئے ہے اس لئے یہ انقلابی تحریک ہر قوم کو اپناتی ہے۔ جب ایک قوم رجعت کا شکار ہوجاتی ہے تو اس کی جگہ دوسری قوم قرآنی انقلاب کا عَلَم بلند کرتی ہے۔ چنانچہ اب تک عرب، ایرانی اور ترک اپنا اپنا فریضہ ادا کرچکے ہیں۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کی ابتدا میں جب مغل سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد زوال پذیر ہونے شروع ہوئے (بلکہ دنیا سے بادشاہت کے آثار اُٹھنے شروع ہوئے) تو سوال پیدا ہوا کہ اب ان کی جگہ کون لے گا؟ اور قرآنی انقلاب کا عَلَم کون بلند کرے گا۔ برعظیم پاک و ہند کے وہ باشندے جو اسلام قبول کرچکے تھے، غلبۂ اسلام کے جذبے سے سرشار نظر آئے۔ یہ لوگ اسلامی تعلیمات سے واقف بن کر اور مسلمان حکمرانوں کے زیر سایہ رہ کر اسلامی ریاست کے تخیل سے آگاہ ہوچکے تھے اور مغلوں کے بعد اُن کی جگہ لینے کے لئے زیادہ مستعد تھے۔ البتہ ان کی تیاری کے لئے ایک مفکر عظیم کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اٹھارہویں صدی کے شروع میں سلطان اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے ۱۷۰۳ء میں امام ولی اللہ دہلوی رح پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اس دور کے لئے براہ راست کتاب وسنت اور خلفائے راشدین کے عمل سے اخذ کرکے اسلامی فکر و فلسفہ مدون کیا اور اس فلسفے کے ماہرین پیدا کیئے اور ایک انقلابی تحریک کی بنیاد رکھی۔ جو اس فلسفے کی بنیاد پر پہلے خود اس برعظیم کے لوگوں کو تیار کرے کہ وہ قومی پیمانے پر اسلامی ریاست پیدا کریں اور اس کے بعد بین الاقوامی پیمانے پر غلبۂ اسلام کی راہ ہموار کریں۔

امام ولی اللہ دہلوی رح نے اپنے آخری ایام میں ایک شاندار تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ مرہٹوں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ مغلوں کو تختِ دہلی سے اتارکر خود قابض ہوجائیں اور ہندو راج قائم کریں۔ امام صاحب کو فکر لاحق ہوئی کہ اس طرح تو ان کا اسلامی ریاست پیدا کرنے کا منصوبہ ختم ہوجائیگا۔ چنانچہ انہوں نے احمد شاہ ابدالی والیٔ افغانستان کو ایک لمبا خط لکھ کر بلایا اور پانی پت کی تیسری جنگ کرائی، جس میں مرہٹے مارے گئے اور ان کا شہنشاہیٔ ہند کا خواب پریشان ہوکر رہ گیا۔ یہ جنوری ۱۷۶۱ء کا واقعہ ہے۔ اس سے ایک سال بعد امام صاحب کا وصال ہوگیا۔

نیا انقلابی نعرہ

امام ولی اللہ دہلوی رح نے اصل میں اپنی تحریک کی ابتدا ایک الہامی خواب سے کی تھی جسے انہوں نے ۵ رمئی ۱۷۳۱ء کو مکہ مکرمہ میں دیکھا۔ اس خواب میں انہیں "قائم الزمان" کا لقب دیا گیا اور نظام خیر پیدا کرنے کے لئے انہیں "جارحہ" یعنی وسیلہ بتایا گیا۔ اِس خواب میں انہوں نے اپنا انقلابی نعرہ "فک کل نظام" (تمام بوسیدہ نظاموں کو توڑدو) بھی لگایا۔ امام صاحب کے بعد آپ کے فرزند جلیل شاہ عبدالعزیز رح نے فکر ولی اللہی کو عوام تک پہنچایا۔ اور سید احمد شہید رح شاہ اسمٰعیل شہید رح اور مولانا عبدالحئی کی سرکردگی میں تحریک مجاہدین منظم کی۔ اس تحریک نے ۱۸۲۶ سے ۱۸۳۱ تک سرحدی علاقے میں خلافت اسلامیہ کا نظام چلاکر دکھایا۔ آخر یہ جماعت ۶ رمئی ۱۸۳۱ء کو حادثہ بالاکوٹ سے دوچار ہوگئی، جہاں امیرالمومنین سید احمد رح اور شاہ اسمٰعیل رح دونوں شہید ہوگئے۔ یہ تحریک ولی اللہی کا ایک سو سال کا پہلا دور ہے۔ شاہ عبدالعزیز رح کی وفات کے بعد اس تحریک کی سرپرستی ان کے نواسے شاہ محمد اسحاق کرتے رہے۔

اس کے بعد تحریک ولی اللہی کا دوسرا دور شروع ہوا۔ شاہ محمد اسحاق کے جانشین مولانا مملوک علی (پرنسپل دہلی کالج) بنے اور پھر ان کے شاگرد مولانا محمد قاسم اور آپ کے ساتھیوں نے اس تحریک کو چلایا۔ انہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی حصہ لیا۔ اس کے بعد انہوں نے ۱۸۶۷ء میں دیوبند کالج قائم کیا اور تحریک کے لئے اہل علم طبقہ پیدا کیا۔ مولانا مملوک علی ہی کے دوسرے شاگرد سرسید احمد خاں نے علی گڑھ کالج قائم کیا اور اس طرح مسلمانوں کی سربلندی کے لئے کام کیا۔ پھر مولانا محمد قاسم کے جانشین شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے تحریک کو چلایا اور پہلی عالمگیر جنگ کے موقع پر خود بھی رہنمائی کے لئے اقدام کیا۔ آپ خود تو عرب پہنچ گئے تاکہ ترکی حکومت سے بات چیت کریں اور اپنے نومسلم انقلابی شاگرد مولانا عبیداللہ سندھی کو افغانستان بھیج دیا تاکہ افغان حکومت کو تیار کیا جائے اور اسی طرح ترکی اور افغان حکومتوں کی مدد سے کابل کو فوجی کارروائی کا مرکز بناکر برعظیم سے انگریزوں کو نکالنے کے لئے اقدام کیا جاسکے۔ مولانا شیخ الہند کو تو گرفتار کرلیا گیا اور انہیں جزیرہ مالٹا میں قید کردیا گیا۔ لیکن مولانا عبیداللہ سندھی ۱۹۱۵ سے ۱۹۲۲ء تک افغانستان میں کام کرتے رہے۔ آپ نے امیر امان اللہ خاں کی حکومت کو انگریزوں سے لڑوادیا، اور ایک محاذ پر فتح پائی۔ جب انگریزوں سے معاہدہ صلح ہوا تو مولانا عبیداللہ سندھی کو کابل سے نکلنا پڑا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روس چلے گئے۔ وہاں روسیوں

کا اشتراکی انقلاب دیکھا۔ پھر آپ ترکی آگئے اور کمال انقلاب کا مطالعہ کیا۔ اب حالات تبدیل ہو چکے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزوں نے مان لیا تھا کہ برعظیم کو آئینی ذرائع سے آزادی دیدی جائے گی۔ اس لئے اب فوج کشی کی ضرورت نہ رہی۔ ترکی حکومت نے بھی خلافت چھوڑ دی تھی اور اب وہ بھی کسی ملک کی مدد کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ یہاں تحریک ولی اللّٰہی کا دوسرا دور بھی ختم ہوگیا جو ۱۸۳۱ سے ۱۹۲۴ تک رہا۔

تحریک ولی اللّٰہی کا تیسرا دور

امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی نے تحریک ولی اللّٰہی کے تیسرے دور کا افتتاح ۱۹۲۴ء میں استنبول سے اپنا مشہور انقلابی منشور شائع کرکے کیا۔ اس میں انہوں نے انگریزوں کے بعد ہندو اکثریت سے مسلمانوں کو محفوظ کرنے کے لئے ہند کی آزاد ریاستوں کی فیڈریشن قائم کرنے کا پروگرام دیا۔ تاکہ مسلم اکثریت کی ریاستیں آزاد ہوجائیں۔ انہوں نے برعظیم کو ایک ملک نہیں بلکہ مجموعہ ممالک قرار دیا اور اس میں ایک قوم نہیں بلکہ کئی قوموں کا وجود تسلیم کیا جنہیں اپنے اپنے علاقے میں حق خود ارادیت حاصل ہونا چاہیئے۔ اسی فکر نے آگے چل کر تقسیم برعظیم کی شکل اختیار کی۔ مولانا عبیداللہ سندھی نے شمالی مسلم ریاستوں کے لئے سیاسی، معاشی اور معاشرتی پروگرام دیا جس کی بنیاد امام ولی اللہ دہلوی کے فکر و فلسفے پر رکھی۔ مولانا عبیداللہ سندھی فلسفہ ولی اللّٰہی سے خاص شغف رکھتے تھے اور اس کے شارح بھی تھے آپ نے اسی فلسفے کی وجہ روس میں اشتراکیت کے مقابلے میں اسلام کے معاشی نظام کو سربلند کرکے دکھایا اور اسی فلسفے کی بنیاد پر شمالی ہند کی مسلم ریاستوں میں ایک نظام استوار کرنے کے لئے اپنا منشور شائع کیا۔ پھر آپ بارہ سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور بالآخر اپنے نظریے کو سمجھانے اور نوجوانوں کو فکر ولی اللّٰہی کے مطالعے کی طرف راغب کرنے کے لئے ۱۹۳۹ء میں خود وطن تشریف لائے۔ آپ نے ۵ سال تک اس فکر کی تبلیغ کی۔ آپ کے پہلے دور میں ظفر حسن ایبک صاحب آپ کے معتمدِ خصوصی رہے۔ جنہوں نے آپ کے حالات اپنی کتاب آپ بیتی کی تین جلدوں میں لکھے ہیں۔ اسی دور میں شیخ بشیر احمد بی اے لودیانوی آپ کے معتمد خصوصی رہے۔ مولانا نے انہیں سارا فکر پڑھایا، سمجھایا اور لکھوایا۔ چنانچہ مولانا عبیداللہ سندھی نے جو افکار املا کرائے ان کی پانچ ضخیم جلدیں تیار ہوگئیں۔ مولانا غازی خدابخش مرحوم بھی آپ کے ساتھ رہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں ۱۵ مارچ ۱۹۴۴ء کو فکر ولی اللّٰہی کی نشر و اشاعت اور اس فکر کو پڑھانے کے لئے ایک کالج قائم کرنے کی غرض سے لاہور میں ولی اللہ سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ مولانا سندھی تو ۲۱ اگست ۱۹۴۴ء کو وصال فرما گئے۔ لیکن اُن کی قائم کردہ سوسائٹی اب تک فکر ولی اللّٰہی کی اشاعت کر رہی ہے مولانا سندھی کے املا کردہ تفسیری سلسلے میں سے بعض سورتوں کی تفاسیر شائع ہو چکی ہیں جو ادارہ حکمۃ اسلامیہ ۴ اردو بازار لاہور سے مل سکتی ہیں۔

پاکستان کے قیام کے ب[عد] امر کی ہے کہ ہم اپنے معاشر[ے] کے ولی اللّٰہی کی اساس پر تعمیر کریں فـ[ـکـ]ـر اور [نو]جو[انو]ں کی ایک ایسی جماعت پیدا کریں جو ملک کو اس فکر کی روشنی میں چلانے کے قابل ہو۔ اس طرح خدا کے فضل و کرم سے ایک ایسا نظام استوار ہوجائے گا جو اسلام کا صحیح ترجمان ہوگا۔ جس میں عوام کی ضروریات پوری ہوں گی اور کسی غیر اسلامی فلسفے کے حملے کا خوف نہیں رہے گا۔ ایسا نظام دنیا میں اسلام کو سربلند کرنے میں بھی مدد دے گا۔ اور خود پاکستان کو امامتِ اقوام کے مقام تک پہنچا دے گا۔

پاکستانی نوجوانوں کا فرض ہے کہ وہ پوری سنجیدگی کے ساتھ فکر ولی اللّٰہی کا مطالعہ کریں اور اس فکر کی نشر و اشاعت اور اس کے لئے ایک کالج قائم کرنے کے لئے ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (۲۲۳۔ این، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد) لاہور سے تعاون کریں۔ وما علینا الا البلاغ

●

مطبوعات متعلقہ فکرِ ولی اللّٰہی

حکیم الملّت امام ولی اللہ دہلویؒ (۱۷۰۳-۱۷۶۲) نے کتاب و سنت اور تاریخ اسلام کے بہترین دور خیر القرون کی روشنی میں وہ فکر و فلسفہ دیا ہے، جو اسلام کی انقلابیت کو واضح کرتا ہے اور موجودہ دور کے مسائل حکیمانہ (سائنٹفک) انداز میں حل کرکے اسلام کو غالب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آج جب سرمایہ داری کی لعنت اور اشتراکیت کی لادینیت انسانیت کو اقتصادی اور روحانی پہلوؤں سے برباد کر رہی ہیں، فقط یہی فکر و فلسفہ ہے، جسے سمجھ کر قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے مطابق اُس طرز پر معاشرہ پیدا کیا جا سکتا ہے، جس طرز پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں بطور نمونہ پیدا کرکے دکھایا تھا۔ دورِ حاضر میں اسلام کو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلے میں ایک تیسرے مسلکِ فکر کی حیثیت سے پیش کرنے کا، جو ان دونوں مسالک فکر پر غالب آنے کی استعداد اور صلاحیت رکھتا ہے، صرف یہی طریقہ ہے کہ اسے فکر و فلسفۂ ولی اللّٰہی کے ذریعے پیش کیا جائے۔

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور ایک عرصے سے اس فکر کی نشر و اشاعت کا کام کر رہی ہے۔ اب اس فکر کے متعلق تصنیفات کی اشاعت کے لیے اس کے زیرِ سرپرستی ایک اشاعتی ادارہ بنام "ادارہ حکمۃ اسلامیہ ۴۔ اردو بازار لاہور" قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارے کی طرف سے اس وقت تک مندرجہ ذیل کتب شائع کی جا چکی ہیں:-

۱۔ "قرآنی دستورِ انقلاب" یعنی سورہ مزمل و مدثر کی حکیمانہ انقلابی تفسیر از حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ قیمت ۳.۲۵ روپے
۲۔ "قرآنی جنگ انقلاب" یعنی سورہ محمدؐ (قتال) کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۱.۶۵ روپے
۳۔ "قرآنی عنوانِ انقلاب" یعنی سورہ فتح کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۲.۲۵ روپے
۴۔ "قرآنی اساسِ انقلاب" یعنی سورہ فاتحہ کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۲.۰۰ روپے
۵۔ "قرآنی اصولِ انقلاب" یعنی سورہ عصر کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۰.۵۰ روپے
۶۔ "قرآنی فکرِ انقلاب" یعنی سورہ اخلاص و معوذتین کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۰.۶۵ روپے
۷۔ "اجتماعی دور کے مسائل اور ان کا حل" فلسفہ امام ولی اللہ دہلویؒ کی روشنی میں از محمد مقبول عالم بی اے 〃 ۰.۲۵ روپے
۸۔ "مختصر تعارفِ حالات و فلسفہ امام ولی اللہ دہلویؒ" (بزبان انگریزی) از شیخ بشیر احمد بی اے 〃 ۰.۲۵ روپے
۹۔ "محمودیہ مع اردو ترجمہ عبیدیہ" امام ولی اللہ دہلویؒ اور اس سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی تصنیفات میں سے اہم اقتباسات — از حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ } قیمت ۲.۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ حکمۃ اسلامیہ ۴۔ اردو بازار لاہور

بقیہ: پُرسکون زندگی کیسے حاصل ہو سکتی ہے

بھی حصول راحت اور دفیعۂ مصائب کی جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اتنا ہی راحت سے دور اور قلبی سکون سے بعید تر ہوتے چلے جائیں گے۔

حصول راحت کا راستہ صرف ایک ہی ہے کہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے ہٹ کر خدا سے معاملہ صاف اور رابطہ قوی کیا جائے، اور اسی بچے خدا کا سہارا پکڑا جائے جسے چھوڑ کر ہم بہت آگے نکل آئے ہیں۔ ورنہ زندگی کے پُرسکون ہونے کا اور کوئی راستہ نہیں نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا۔ اس لئے آج کی پریشان حال اور ابتر دنیا اگر فی الحقیقت ایک خوش خرم اور پُرسکون زندگی چاہتی ہے۔ تو اپنا رخ بدلے۔ اور بم چلانے ایٹم بنانے۔ چاند اڑانے اور سیارات چھوڑنے میں راحت و سکون تلاش کرنے کے بجائے خداوندکریم کی بارگاہ کی طرف توجہ کرے اور اس کے بھیجے ہوئے مستند قانون کو اپنا راہ عبودیت اختیار کرے کہ اس بارگاہ سے نہ کبھی کوئی مایوس لوٹا ہے۔ نہ لوٹے گا، اور اس سے کٹ کر نہ کبھی کوئی کامیاب ہوا ہے نہ ہوگا ؎

باز آ باز آ ہر انچہ کردی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار گر توبہ شکستی باز آ

بقیہ: درسِ قرآن

عورت کو مت مارو، کسی بیمار کو مت مارو۔ آج مجھے بتایا جائے ویت نام میں تمیز ہوتی ہے اس بات کی؟ کاش کہ مسلمان آج بھی اگر سمجھ لے کہ ہمارے قائد، ہمارے رہنما قرآن سنت ہیں، ہمارے رہنما جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، ہمارے رہنما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، ہمارے رہنما ہمارے اپنے امام ہیں، ہمارے علماء ہیں جنہوں نے ہمارے لئے دین کی تدوین کی، تو آج بھی کچھ نہ کچھ سمجھ سکتے ہیں۔ اگر یہ سمجھیں کہ ہمارے رہنما یہ ہیں تو بھائی یہ کیا رہنما ہیں؟ یہ کیا رہنمائی کریں گے؟ انسانیت کے قاتل، انسانیت کو ذبح کرنے والے۔ یاد رہے میرے بزرگو! مسلمان کا سب سے بڑا اعتماد جناب محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات پر ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اعتماد ہو، قرآن پر اعتماد ہو تو پھر میرے بزرگو! یہ ساری ہماری گتھیاں سلجھ سکتی ہیں (اللہ ہمیں صحیح شعور نصیب فرماتے)

الفتح کا تعارف

برادرانِ عرب!

جن استوار فکری وعملی بنیادوں پر اسرائیل کے خلاف جنوری ۱۹۶۵ء میں ہمارے عرب عوام تحریک الفتح کی قیادت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور مسلح بغاوت کے لئے کمر ہمت باندھ لی وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ خالص اور آزاد فلسطینی ارادہ و عمل کی روشنی میں کام کرنا اور ہر طرح کی بیرونی رہنمائی، خیمہ برداری اور جھکاؤ کو ماننے سے انکار کر دینا۔

۲۔ کسی بھی عربی ریاست کی داخلی سیاست سے تعرض نہ کرنا۔ بشرطیکہ فدائیانِ عرب کی مجاہدانہ کوششوں کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

۳۔ فلسطین کی آزادی کو وطنی جہاد قرار دینا اور یہ سمجھنا کہ اس کے لئے تمام تر قوتوں اور گروہوں کو ایک مرکز پر جمع کرنا ضروری ہے اور اس بات پر یقین رکھنا کہ اس مسئلہ کا واحد حل فلسطین میں مہاجرین کا دوبارہ آباد ہونا ہے۔

۴۔ مسلح اور فداکارانہ جدّ وجہد کو تمام گروہوں میں پھیلانا اور فروغ دینا اور فلسطین میں اس کے گوریلا دستوں کو کامیاب بنانا۔

۵۔ فلسطین اور تمام عرب عوام میں مسلح جدّ وجہد اور بغاوت کے ذریعہ اسرائیل کے خلاف انقلاب رونما کرنا۔ اس لئے کہ ہماری یہ تحریک اگرچہ ایک پہلو سے صرف فلسطین سے تعلق رکھتی ہے تاہم اپنی گہرائی اور نتائج کے اعتبار سے ہر لحاظ سے ایک قومی تحریک ہے۔

۶۔ فلسطین کی تحریک آزادی کو دوسرے تمام معاملوں کے بارہ میں سرفہرست سمجھنا۔

۷۔ تمام عالم عربی میں مثبت اور ایجابی قوتوں سے کام لینا تاکہ فلسطین کی اس مسلح تحریک کو کامیاب بنایا جائے۔

۸۔ باقاعدہ جنگ کی حکمت عملی کو اپنانے سے اس بنا پر گریز کرنا کہ سرِ دست استعماری قوتوں نے صیہونیت کے وجود کو ہمارے ملک میں قائم کر رکھا ہے اور وہ اس کی حمایت و تائید پر آمادہ ہیں۔ باقاعدہ جنگ اس لئے بھی ہمارے لئے بے کار ہے کہ ہمارے ہاں عالم عربی میں خاصے تفاوت اُبھر آئے ہیں جن کی وجہ سے ہمیں تو ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دشمن کو موقع ملتا ہے کہ وہ اپنے منفی اور توسیع پسندانہ عزائم میں کامیاب ہو۔

۹۔ فداکارانہ اور مسلح تحریک الفتح کو کامیابی و کامرانی کا واحد اور قطعی ذریعہ سمجھنا اور اس بات پر یقین رکھنا کہ طویل جد وجہد کے بعد بالآخر ہم اس اسلوبِ جہاد سے عربوں کو دوبارہ فلسطین میں بسانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

۱۰۔ اس صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے جو یہودیوں نے ہمارے لئے پیدا کر دی ہے۔ اس بات پر یقین رکھنا کہ انہیں پورے عالم عربی کا امن مطلوب ہے وہ مقامی امن نہیں جس نے ہمیں نفع نقصان کے جزوی چکر میں ڈال رکھا ہے۔

۱۱۔ ان تمام تدابیر کو اختیار کر کے سامراج کے دستِ تظلّم سے نجات حاصل کرنا، چاہے وہ کسی شکل میں ہو اور صیہونی اثر و نفوذ کو ختم کرنا۔

"اسرائیل کے خلاف مسلح جدّ وجہد کی شعلہ فشانیاں ہی نئے عربی انسان کو جنم دیں گی۔"

شائع کردہ: تحریک آزادیٔ فلسطین "الفتح"

خدام الدین "حق کی آواز ہے"
اسے گھر گھر پہنچانا آپ کا فرض ہے۔

ناظم مدرسہ دعوت الحق کا انتقال

مدرسہ دعوت الحق ملتان شہر کے ناظم اعلیٰ حافظ محمد سلیم صاحب گذشتہ دنوں حرکت قلب بند ہونے سے نشتر ہسپتال ملتان میں رحلت فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حافظ صاحب مرحوم ۱۹۲۹ء میں جالندھر شہر کے ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے آپ بچپن ہی سے نہایت ذہین تھے لہٰذا آپ کی ذہانت کو دیکھتے ہوئے آپ کے والد بزرگوار مولانا فتح محمد صاحب (خلیفہ مجاز حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری) نے آپ کو مدرسہ خیر المدارس ملتان میں داخل کر دیا۔ ابھی آپ نے قرآن مجید حفظ کیا ہی تھا کہ نگاہ جواب دے گئی۔ آپ بینائی نہ ہونے کی وجہ سے اپنی تعلیم آگے جاری نہ رکھ سکے۔ بعد میں آپ مدرسہ دعوت الحق ملتان شہر کے ناظم مقرر ہوئے۔

جلسہ

مدرسہ عربیہ حدیقۃ "الاحسان شاہی جامع مسجد شجاع آباد میں یکم اگست بروز جمعۃ" المبارک حضرت مولانا محمد حسین صاحب چنیوٹی نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرمائیں گے

قاضی عبداللطیف اختر خطیب و متولی شاہی مسجد و مہتمم مدرسہ ہذا

مڈل امتحان کا شاندار نتیجہ

مدرسہ ضیاء العلوم کے مڈل امتحان کا نتیجہ سابقہ روایات کے مطابق امسال بھی نہایت شاندار رہا ہے چنانچہ ماسوائے تین طلباء کے باقی تمام اچھے نمبروں پر کامیاب ہو گئے ہیں یہ نمایاں کامیابی مدرسہ کے حسن انتظام اور تعلیمی بلند معیار کا نتیجہ ہے اور مولانا علی اکبر صاحب ایم، اے مہتمم کی خصوصی توجہ کا مظہر ہے۔

یہ مدرسہ ۱۹۲۴ء میں حضرت مولانا مطیع الحق صاحب پیامی رح نے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح کی سرپرستی میں دینی خدمت کے طور پر قائم کیا تھا۔ اب اس کے سرپرست شیخ التفسیر کے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور ہیں۔ مجلس انتظامیہ کے مخلص اور ایثار پیشہ حضرات میں میاں عبدالصمد صاحب آنرری پریزیڈنٹ صدر اور مولانا علی اکبر صاحب ایم اے مہتمم ہیں جو ادارے کی ترقی اور دین کی سربلندی کے لئے شب و روز کوشاں رہتے ہیں۔

مڈل و پرائمری میں طلباء و طالبات کی تعداد آٹھ سو سے زائد ہے اور طلباء و طالبات کے علیحدہ علیحدہ درجے ہیں۔ اور کسی بچے سے فیس نہیں لی جاتی۔

مدرسہ کا نصاب بانی مرحوم نے اس طرز پر مرتب فرمایا تھا کہ مروجہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کو اولیت دی جاتی ہے۔ اسی بناء پر یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ ادارہ پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کا واحد اور بے نظیر ادارہ ہے۔

(ہیڈ ماسٹر مدرسہ ضیاء العلوم فیض باغ لاہور)

ضرورت ہے

بہاولپور میں ہفت روزہ "خدام الدین" کی تقسیم کے لئے ایک دیانت دار اور مخلص ایجنٹ کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات جلد از جلد سرکولیشن مینیجر ہفت روزہ خدام الدین سے رجوع کریں۔

سرکولیشن مینیجر ہفت روزہ خدام الدین لاہور

ترجمانِ اسلام کا شیخ الحدیث غور غشتوی نمبر

ترجمانِ اسلام کا شیخ الحدیث نمبر جو ۲۳۲ صفحات پر مشتمل ہے شائع ہو چکا ہے جس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے مضامین ملکی و سیاسی حالات پر شائع کئے ہیں جلد از جلد آرڈر روانہ فرمائیں۔

قیمت صرف ۶۰ پیسے

آرڈر ارسال کرنے کا پتہ: محمد حنیف سہارنپوری سب ایڈیٹر ترجمانِ اسلام۔ چوک رنگ محل لاہور

جامعہ مدنیہ کا سالانہ جلسۂ دستار بندی

پاکستان کی عظیم الشان دینی درسگاہ جامعہ مدنیہ واقع کریم پارک لاہور کا سالانہ جلسۂ دستار بندی ۲۷، ۲۸، ۲۹ رجب ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۰، ۱۱، ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو ہونا قرار پایا ہے اس میں انشاء اللہ تعالیٰ ملک بھر کے مشاہیر اور مقتدر علماء کرام کے علاوہ باہر کے علماء کرام بھی شرکت فرمائیں گے۔ آخری اجلاس میں جامعہ مدنیہ کے تقریباً ساٹھ فضلاء کی دستار بندی ہوگی۔

(المعلن: ناظم جلسہ)

دمہ، کالی کھانسی، نزلہ، تبخیر معدہ، بواسیر
خارش، ذیابیطس، کمزوری ہر قسم
— کا علاج کرائیں —

لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹۔ نکلسن روڈ لاہور

بیرون قلعہ گوجر سنگھ — فون نمبر ۶۵۵۶۷

تریاق تبخیر۔ برسوں کی تحقیق اور تجربہ کے بعد ایک کامیاب دوا

جو کہ تبخیر معدہ۔ احتراق۔ بے چینی۔ گھبراہٹ۔ پراگندہ خیالی اختلاج القلب۔ تیزابیت۔ دائمی قبض۔ کمی بھوک۔ نیند نہ آنا۔ وسوسہ سوداوی۔ ریحی بواسیر اور مالیخولیا مراقی کی سی کیفیت کا بفضل خدا شافی و کافی علاج ہے۔ قیمت انتہائی کم، اکیس یوم کے صرف دس روپے۔ محصول ڈاک بذمہ مریض۔

حکیم قرار حسین شاہجہانپوری عباسی دواخانہ ۹/۴ شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

حضرت مولانا سید محمد مطیع الحق پیامی بانی مدرسہ ضیاء العلوم فیض باغ لاہور کی

اسلامی، اصلاحی، تبلیغی تصانیف

۱۔ حقائق علم غیب — ۱۶۰ صفحات ہدیہ ایک روپیہ
۲۔ تحقیق مذاہب — ۱۴۴ صفحات ہدیہ ۷۵ پیسے
۳۔ مکالمہ حقانی با طائفہ رضا خانی — ۹۶ صفحات ہدیہ ۷۵ پیسے
۴۔ حیات النبی — ۱۷۶ صفحات ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے
۵۔ حیات الاولیاء — ۱۶۰ صفحات ہدیہ ایک روپیہ
۶۔ اعمال حقانی واشغال روحانی مقبول دعاؤں اور مجرب وظیفوں کا مجموعہ — ۹۶ صفحات ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے
۷۔ ضیاء العقائد۔ اہلسنت والجماعت کے تمام عقائد میں بے نظیر و مکمل کتاب — ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے
۸۔ گلزار خلیل — ۱۶۰ صفحات ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے
۹۔ تذکرہ اذکیٰ — ۷۲ صفحات ہدیہ ۸۵ پیسے
۱۰۔ اذکار العارفین — ۹۲ صفحات ہدیہ ۵۰ پیسے
۱۱۔ گلفشانی اخیار — ۸۰ صفحات ہدیہ ۵۰ پیسے
۱۲۔ عشاق ساقی کوثر — ۱۹۲ صفحات ہدیہ ایک روپیہ پچیس پیسے

ہر کتاب پر محصول ڈاک ۲۰ پیسے۔ قیمت معہ محصول ڈاک پیشگی بھیجیں۔

ناظم مکتبہ ضیاء العلوم فیض باغ لاہور

درس قرآن و حدیث

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب — مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

کتاب		ہدیہ	
درس قرآن مجموعہ سال اول		ہدیہ ۳ روپے	تمام مجموعوں کا رعایتی ہدیہ ۱۴ روپے پیشگی آنے پر کتب ارسال خدمت ہوں گی
〃 〃 〃	دوم	〃 ۳ 〃	
〃 〃 〃	سوم	〃 ۳ 〃	
〃 〃 〃	چہارم	〃 ۳ 〃	
انوار الحدیث مجموعہ سال اول		〃 ۲ 〃	

دار الارشاد، کیمبلپور

رفیقِ معدہ

معدہ اور جگر کی خرابی، تیزابیت، قبض، بدہضمی، درد شکم، اپھارہ، ہیضہ، بھوک کی کمی کے علاوہ ملیریائی بخاروں اور امراض دندان کا مؤثر علاج

قیمت فی شیشی ۷۵ پیسے، فی درجن ۸ روپے علاوہ محصول ڈاک

نوٹ: تین شیشی سے کم کا وی پی نہ ہوگا۔ نیز فہرست ادویات مفت حاصل کریں

تیار کردہ

دواخانہ قادری، بھوپال والہ (سیالکوٹ)

عباسی دواخانہ

قائم کردہ اعلیحضرت حکیم سید فرید احمد عباسی رح امام طب دواخانہ

بذا میں دور حاضر کے پیچیدہ امراض، ضعف اعصاب، امراض قلب، خون کا دباؤ، دمہ، سل و دق، تبخیر معدہ، پرانی پیچش، بواسیر، ضعف جگر، کمی خون، ذیابیطس، پتھری، امراض مردانہ و زنانہ کا علاج طب مشرق کے اصولوں کے مطابق خالص دیسی ادویات کے مطابق خالص دیسی ادویات سے کیا جاتا ہے۔

مطب: نبیرہ امام طب حکیم سید ہاشم احمد عباسی۔

عباسی دواخانہ ۹-۱۰ ای۔ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

۱۔ ایف ماڈل ٹاؤن لاہور

بچوں کا صفحہ

دو عبرتناک واقعات

غلام عباس شادمانی، لسوڑا لائی

قاتل کو معافی

ہبار ایک مشہور دشمن اسلام تھا۔ اس کی سنگ دلی زمانہ میں مشہور تھی۔ جنگ بدر کے بعد حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی بی بی زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مکہ سے مدینہ کو سانڈنی پہ سوار جا رہی تھیں کہ ہبار نے حملہ کر کے ان کو زخمی کر دیا۔ زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بے ہوش ہو گئیں۔ آپؓ کے ہمراہی آپؓ کو مدینہ لائے مگر مدینہ پہنچتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چہیتی بیٹی انتقال کر گئیں ——— مکہ فتح ہو گیا، اور لوگ پیغمبرِ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

ان میں ہبار بھی تھا۔ اس کو اپنی کارستانی یاد تھی شرم سے گردن جھکی ہوئی تھی، جسم خوف سے کانپ رہا تھا، وہ ڈرتا تھا کہ کہیں جرم کی سزا میں سر نہ اڑا دیا جائے ——— حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہبار کے چہرے سے اس کے خیالات کو تاڑ لیا۔ آپؐ کا رحم و کرم جوش میں آیا اور آپؐ نے بدبخت ہبار کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"ہبار! تیرا قصور معاف ہوا"۔

ہبار یہ سن کر آگے بڑھا گردن اسی طرح جھکی ہوئی تھی، زبان میں ہمت نہیں تھی کہ اس کا شکریہ ادا کر سکے۔ لیکن اس کا دل شکر گذاری سے بھرا ہوا تھا۔ سوچتا تھا کہ یہی وہ بارگاہ ہے جس کی نسبت سنتے تھے کہ مخالف بھی بامراد واپس آ جاتا ہے اور دشمن بھی امان پاتا ہے۔

ہبار نے اپنی گردن اٹھائی، اپنے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ اور کہا۔

"آپؐ سچ مچ خدا کے رسول ہیں"

یہی وہ دلوں کو موم کرنے والے اخلاق تھے جس کی بدولت رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) بیگانوں کو یگانہ اور دشمنوں کو دوست بنا لیتے تھے اسلام کے تیزی سے بڑھنے کی یہ ایک زبردست وجہ تھی۔

چور کا پتہ چل گیا

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے روبرو دو آدمی چوری کے الزام میں پکڑے آئے۔ ان میں سے ایک کہتا تھا تم چور ہو اور دوسرا کہتا تھا تم چور ہو۔ ایسی حالت میں یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ دراصل چور کون ہے۔ اور دونوں کو سزا دینا بھی انصاف سے بعید تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک کھڑکی میں کھڑا کیا اور کہا کہ اپنا سر باہر نکالو۔ جب ملزموں نے سر باہر نکالے تو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا میں نے چور کو پہچان لیا ہے۔ یہ کہہ کر جلّاد (قتل کرنے والے) کو حکم دیا کہ چور کی گردن اُڑا دو۔ جلّاد نے تلوار کھینچی اُن میں سے جو چور تھا اس نے گھبرا کر اپنا سر اندر کر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جلّاد کو روک دیا۔ سر کاٹنا تو منظور ہی نہ تھا، صرف یہ معلوم کرنا تھا کہ چور کون ہے۔ اس تدبیر سے معلوم ہو گیا کہ دونوں میں چور کون ہے۔ کیونکہ اگر وہ چور نہ ہوتا تو گبھرا کر کبھی اپنا سر اندر نہ کرتا۔

چور کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سزا دی اور دوسرے آدمی کو رہا کر دیا۔

ترانۂ ملّت

حافظ نور محمد
— انور —

اُٹھ اے مردِ مومن تو ہشیار ہو جا | ذرا خوابِ غفلت سے بیدار ہو جا
رہِ حق میں مشغولِ پیکار ہو جا | زمانے میں مشہور جرّار ہو جا
مٹا کر عدو کو تو سردار ہو جا
اُٹھ اے مردِ مومن تو ہشیار ہو جا

جو تیرے وطن پہ کبھی آنکھ اُٹھائے | خبردار وہ آنکھ بچ کر نہ جائے
وہ تیرے مقابل کبھی پھر نہ آئے | جو دشمن کو تو اپنی ہمت دکھائے
زمانے میں پھر فخرِ کرّارؓ ہو جا
اُٹھ اے مردِ مومن تو ہشیار ہو جا

تو صدّیقؓ و فاروقؓ کی اقتدا کر | تو عثمانؓ و حیدرؓ کی ہر دم ثنا کر
بنا ان کی سیرت کو تو اپنی سیرت | شریعت کے احکام پر سر جھکا کر
مئے دینِ احمدؐ سے سرشار ہو جا
اُٹھ اے مردِ مومن تو ہشیار ہو جا

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

۲۵ جولائی ۱۹۶۹ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم

(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۱۰/۴۴ ۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷۶/۳۹/۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM ۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	-	۱۱
" " ششماہی	-	۶
" " "	-	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
" " بحری جہاز		۱۱
" ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
" بحری	-	۶
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
" " بحری	۸۰	۱۸

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

(سرکولیشن منیجر)

فون نمبر ۴۹۷۶
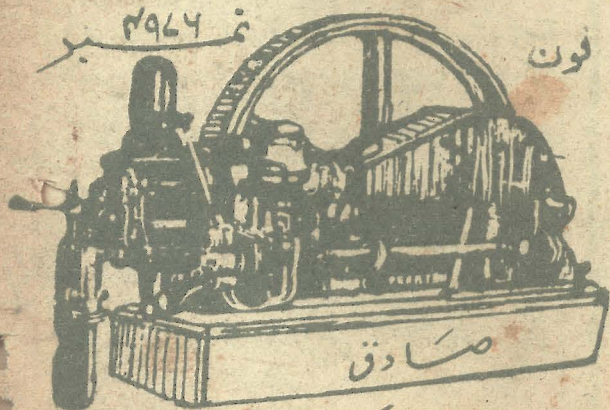
صادق

صادق انجینئرنگ ورکس لمیٹڈ (ویسٹ پاکستان)

بیرون شیرانوالہ گیٹ لاہور

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تجزیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔

فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔

وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔

تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا **احمد علی** رحمۃ اللہ علیہ

رعایتی ہدیہ ۲/۲۵۔ محصولڈاک ایک روپیہ

کل ۳/۲۵ روپے

بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسالِ خدمت ہو گی

ملنے کا پتہ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا